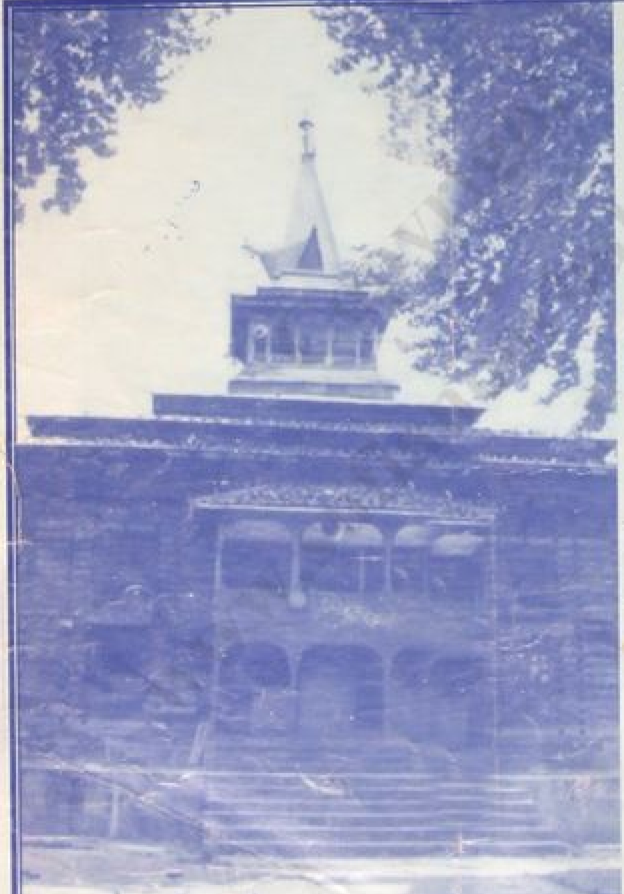
ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۷۸ — قیمت پندرہ روپے — ستمبر ۲۰۰۳ء



سید السادات سالارِ عجم

دستِ اُو معمارِ تقدیرِ اُمم

خانقاہِ معلیٰ شاہِ ہمدانؒ





مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ امباڑی ڈیرہ دون

مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ ڈیرہ دون ہندوستان میں بسنے والے تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ کے دیرینہ خوابوں کی تعبیر ہے۔ بحمد اللہ مخلص دینی بھائیوں اور کارکنوں کے جہد مسلسل اور جذبہ ایمانی اور اہل صوفیہ نوربخشیہ کے جانی ومالی تعاون کی بدولت امباڑی ضلع ڈیرہ دون میں درس وتدریس کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس مدرسہ میں ۱۰۰ سے زائد طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن میں علاقہ لداخ اور نوبراہ سے تعلق رکھنے والے ۱۲۵ اقامتی طلباء بھی شامل ہیں۔ مدرسہ تمام اقامتی طلباء کی تعلیم وتربیت، خوراک، پوشاک اور رہائش کا مفت بندوبست کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مدرسہ کی شایان شان عمارت کی تعمیر کا کام بھی جاری ہے۔ لہذا تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ سے خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں مقیم ہوں، اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے صدقات، فطرہ، زکوۃ و چندہ جات سے تعاون فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں تاکہ مستقبل میں یہ درسگاہ مسلک صوفیہ نوربخشیہ اور دین اسلام کا مضبوط نظریاتی قلعہ ثابت ہو۔ عطیات اور چندے نوائے صوفیہ کی درج ذیل ایڈریس کی توسط سے بھیجیں۔ مکان نمبر 67-D، گلی نمبر 12، سیکٹر G-7/3-2، اسلام آباد

تعاون کے طالب

انجمن صوفیہ نوربخشیہ ویلفیئر آرگنائزیشن امباڑی ڈیرہ دون

انجمن صوفیہ نوربخشیہ ویلفیئر آرگنائزیشن پرتاپور نوبراہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماھنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۷۸ — قیمت پندرہ روپے — ستمبر ۲۰۰۳ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم، مدیر اعلیٰ علامہ محمد بشیر، آرگنائزرز: غلام مہدی تصوفی، جی ایچ معروفی، لیاقت علی خان

خط و کتاب کا پتہ: A-358 سیکٹر نمبر G-6/1-1، اسلام آباد پاکستان

اکاؤنٹ نمبر UBL 17738 سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

نوٹ: مضامین اور مندرجات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے انٹر گرافک پرنٹرز آئی نائن فور اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ A-358، 1-G-6/1 سے شائع کیا۔

Composed & Designed By: Mujahid Hussain Kawish

☆اداریہ☆

تفکر و تذکر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

بہت سے لوگ اس دنیا میں باوقار کام انجام دیا کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ بے وقار کام کے پیچھے اپنے قیمتی اوقات ضائع کرتے ہیں۔ دونوں میں قدرِ مشترک صرف کام کرنا ہے۔ البتہ کام کی نوعیت مختلف ہے۔ باوقار کام انجام دینے والے لوگ سرکش نفس کو زیر کرنے میں کامران ثابت ہوتے ہیں۔ بے وقار کام کرنے والے خود نفس سرکش کے تابع مہمل ٹھہرتے ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے اسی وجہ سے فرمایا ہے۔

ان اخوف ما اخاف علیکم اثنان اتباع الھویٰ وطول الامل اما اتباع الھویٰ فیسد عن الحق واما طول الامل فینسی الاخرۃ. یعنی مجھے تمہارے لئے خوفناک ترین چیز کا اندیشہ ہے وہ دو چیزیں ہیں۔

۱۔ خواہشات نفس کی پیروی کرنا۔

۲۔ لمبی لمبی امید باندھ رکھنا۔

چنانچہ خواہشات نفس لوگوں کو حق سے باز رکھتی ہیں اور لمبی لمبی امید باندھ رکھنا آخرت کو بھلا دیتا ہے۔ انسان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی عمر کی طوالت کتنی ہے۔ اس کے باوجود وہ ایک بڑے لمبے عرصے کیلئے لمبے لمبے پروگرام ترتیب دیتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

عقلمندی کا تقاضا ہے کہ لوگ باوقار کام سرانجام دینے کو اپنا شیوہ بنا کر مفید عملی زندگی بسر کرتے رہیں تاکہ اُس کا شمار بے لوث کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والوں میں ہو اور وہ دوسروں کیلئے نمونہ عمل بن جائیں۔ گویا باوقار اور اعلیٰ کارکردگی کی بدولت وہ تاریخ کے اوراق کی زینت ٹھہرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے دل و دماغ میں زندہ رہا کرتے ہیں۔

ایک آسان گر کی ایجاد:

اپنی پوشیدہ صلاحیت کو بروئے کار لا کر مختلف قسم کی مفید ایجادات کرنے والے لوگ قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں بعض عناصر ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ دوسروں کی پوشیدہ صلاحیتوں کے ثمرات پر اپنی چھاپ لگا کر لوگوں کو بیوقوف سمجھنے کی فاش غلطی پر اتر آتے ہیں۔ چنانچہ کھلے بندوں دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک غیر مخلص ٹولہ اس فن میں پیش پیش ہے۔ انہوں نے فکری انتحال کے شوقین حضرات کی سہولت کیلئے ایک نہایت آسان سا گر ایجاد کر لیا ہے۔ وہ گر یوں ہے کہ اپنی پسند کی کسی بھی کتاب کو اپنی طرف منسوب کیا جائے اور اُس کو اپنی سالہا سال کی عرق ریزی کا خوش کن نتیجہ قرار دیا جائے۔ ہم اب اہل صوفیہ نوربخشیہ کو ایک ناقابل انکار حقیقت سے روشناس کرانا چاہتے ہیں کہ کتاب ''سیرۃ معصومین'' بھی اس غیر مخلص ٹولے کے فکری انتحال کی منہ بولتی تصویر ہے۔ انہوں نے کتاب ''احسن المقال'' کے اردو ترجمے ''کتاب سیرت معصومین'' کو ''سیرۃ معصومین'' یعنی فارسی انداز اپنا کر اہل صوفیہ نوربخشیہ کے

لئے ایک انمول تحفہ ایسا پیش کیا جس کے نتیجے میں قومی انتشار و افتراق کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی گئی۔ ہم نے اپنا فرض پورا کر کے قوم کو دکھائے گئے سبز باغ کی حقیقت کو خوب بے نقاب کیا ہے۔ اس سلسلے کی یہ ایک حد تک آخری بات ہوگی۔ غیر مخلص ٹولے کو اپنے ایجاد کردہ ٹرک کی روشنی میں ہم مشورہ دیں گے کہ آپ کتاب ''مجالس المومنین'' اور کتاب ''چودہ ستارے'' کو بھی ہلکے سے لفظی تفاوت کے ساتھ خود اپنی سالہا سال کی عرق ریزی قرار دیں تاکہ آپ کا بے نقاب ہونا روز روشن کی طرح اور واضح ہو جائے۔

یادرفتگان

کرنل غلام حیدر مرحوم

شہزاد حیدر

کرنل غلام حیدر چھوربٹ کے گاؤں سکسہ میں 1946ء میں پیدا ہوئے۔ اُن کے آباؤ اجداد کا پیشہ ٹھیکیداری تھا۔ اُن کے والد ٹھیکیدار علی منصوری بلتستان اور چھوربٹ میں مقبول تھے۔ کرنل حیدر بچپن سے ہی بے حد ذہین تھے اور اس کے علاوہ پڑھائی پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔ وہ ہمیشہ سے اپنی جماعت میں اوّل آتے رہے۔ آپ کے والد اور والدہ کا انتقال آپ کی نوعمری میں ہی ہوگیا تھا۔ چونکہ سکسہ میں مڈل اسکول نہ تھا اسی لئے پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد کرنل صاحب نے چھلو کا رختِ سفر باندھا اور وہاں سے مڈل پاس کیا۔ سیکنڈری اسکول چھلو میں نہ ہونے کے باعث کرنل صاحب نے سکردو کا رخ کیا۔ دسویں جماعت میں انہوں نے پورے بلتستان میں ٹاپ کیا۔ اُس زمانے میں بلتستان میں کوئی کالج نہ تھا چنانچہ کرنل صاحب نے پنڈی کا رخ کیا اور پنڈی میں گورنمنٹ ڈگری کالج سے انٹرمیڈیٹ پاس کیا۔

1966ء میں کرنل صاحب نے فوج میں بطور کمیشنڈ آفیسر شمولیت اختیار کی۔ انہوں نے 26 سال پاکستان آرمی میں سروس کی اور کئی اہم مقامات پر فرائض منصبی انجام دیئے۔ انہوں نے بطور میجر 1971ء کی جنگ میں راجھستان کے محاذ پر پاک سرحدوں کا کامیاب دفاع کیا۔ وہ شمالی علاقہ جات کے پہلے فوجی افسر تھے جنہوں نے میرٹ کی بنیاد پر یعنی مقابلے کا امتحان پاس کر کے پاکستان اسٹاف کورس کے لئے کوالیفائی کیا۔ 1979ء میں انہوں نے پاکستان اسٹاف کورس پاس کیا اور اس کے بعد کئی اہم مقامات پر فرائض سرانجام دیئے۔ 1992ء میں کرنل صاحب نے فوج سے ریٹائرڈ ہوا۔ فوج کی نوکری کے درمیان بھی انہوں نے بلتیوں کے لئے بہت سے کام کئے NLI کے بننے کے دنوں میں انہوں نے اس چیز کا سختی سے نوٹس لیا کہ بہت کم بلتیوں کو فوج میں بھرتی کیا جاتا رہا ہے۔ اُن کا کہنا تھا کہ ناردرن ایریاز میں بلتی بھی رہتے ہیں اور اُن کو بھرتی میں نظر انداز کرنے سے بہت بڑی ناانصافی ہوگی۔ انہوں نے 7 این ایل آئی کی بنیاد ڈالنے میں اہم کردار ادا کیا۔

کرنل صاحب کی فوجی خدمات کے علاوہ مسلکِ نوربخشیہ کے لئے بھی قابلِ قدر خدمات ہیں۔ آپ اپنی زندگی میں دو بار حج بیت اللہ کی سعادت سے شرف یاب ہوئے۔ زندگی کے آخری دنوں میں آپ علیل رہے۔ بالآخر 11 جون 2003ء کو اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ ہزاروں سوگواروں کی آہوں اور سسکیوں میں کراچی کے فوجی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم نے ایک بیوہ، تین بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑے ہیں۔ غم کی اس گھڑی پر ملک اور بیرونِ ملک سے خطوط، اخبارات، جرائد اور زبانی طور پر تعزیتی پیغامات موصول ہوئے ہیں جن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا ممکن نہیں رہا لہٰذا بذریعہ نوائے صوفیہ تمام احباب اور مخلصین کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

☆فقہ☆

مجموعۂ شریعت محمدیہ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

(گذشتہ سے پیوستہ)

ویحرم قطع الصلوة بغیر ضرورة عظیمة ویجب لدفع المضرة من نفسه او من غیره کتخلیص انسان او حیوان محترم من الهلاك بغرق اوحتراق اوسبع او عدو وغیره غافل عنها وهو مطلع علیها ولا یسع التاخیر ویساوی فیه ضیق الوقت وسعته للصلوة ویجوز لقضاء الدین ورد المظالم والودایع مع سعة الوقت ولو عدرکعاته بالحصی او بعقد الاصابع او بالخط علی الارض او علی الجدار او سوّی عمامته ولو بثلاث عقدات او رفع ما یشغله بغیر کثیر لاباس به.

ترجمہ: کسی بڑی ضرورت کے پڑے بغیر نماز کو توڑ دینا حرام ٹھہرتا ہے۔ خود اپنے کو لاحق یا کسی دوسرے کو لاحق کسی ضرر کو دور کرنے کی خاطر نماز کو توڑ نا دینا واجب ٹھہرتا ہے۔ مثلاً کسی انسان کو یا کسی معزز جانور کو ڈوبنے، جل جانے، کسی درندے کے ہاتھوں یا کسی دشمن کے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنے سے چھڑا لینا جبکہ دوسرا حالات سے غافل ہو اور نماز گزار کو پتہ چل جائے نیز اس کام میں تاخیر کی گنجائش بھی نہ ہو۔ ان حالات میں نماز توڑنے کے بارے میں وقتِ نماز کی تنگی اور فراخی دونوں برابر برابر ہیں۔ وقتِ نماز کی فراخی کے ساتھ، قرض کی ادائیگی، ظلم سے حاصل کردہ چیزوں اور امانتوں کی واپسی کی خاطر نماز کو توڑ دینا جائز ٹھہرتا ہے۔ اگر نماز گزار اپنی رکعتوں کو کنکریوں سے یا انگلیاں باندھ کر یا زمین یا دیوار پر لکیر مار کر گن لے یا وہ اپنی پگڑی درست کرنے لگ جائے اگرچہ تین بندھنوں سے ہی کیوں نہ ہو، یا وہ توجہ ہٹانے والی کسی چیز کو عمل کثیر کے بغیر ہٹا دے تو ان صورتوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وضاحت: مذکورہ عبارتوں میں نماز گزار کے حق میں نماز کے سلسلے میں چند اور امور کی یوں نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۔ قطع نماز کی حرمت۔
۲۔ قطع نماز کا وجوب۔
۳۔ مہلت کی صورت۔
۴۔ قطع نماز کا جواز۔
۵۔ رکعتوں کی گنتی۔
۶۔ ٹوپی وغیرہ کی اہمیت کا اشارہ۔
۷۔ عدمِ فعلِ کثیر کا کرشمہ۔

تفصیل وضاحت:

۱۔ قطع نماز کی حرمت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار کے حق میں نماز شروع کرنے کے بعد نماز کی تکمیل واجب قرار پاتی ہے۔ کسی بڑی ضرورت پڑے بغیر نماز کا توڑ دینا شرعاً حرام ٹھہرایا گیا ہے۔ ہاں اگر کوئی بڑی ضرورت درپیش ہو جائے تو اس صورت میں نماز کو توڑنے کی شرعاً گنجائش ہے۔

۲۔ قطع نماز کا وجوب:

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز گزار کو حالتِ نماز میں ضرر رسانی کا سامنا کرنا پڑے۔ خواہ ضرر رسانی کا تعلق خود نماز گزار کی ذات سے ہو یا کسی دوسرے انسان سے ہو۔ مثلاً کسی انسان کو یا کسی قیمتی جانور کو پانی میں ڈوب کر ہلاک ہونے سے بچانا، یا آگ میں جل جانے سے بچانا یا ان کو کسی خطرناک درندے کے چیر پھاڑ سے بچانا۔ یا کسی کو دشمن کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچانا۔ ان خطرناک صورت ہائے احوال سے دوسرا شخص یکسر بے خبر ہو اور نماز گزار کو ان نازک صورتوں کا پتہ چل جائے۔ علاوہ ازیں نماز کی تکمیل تک دوسرے کو بچانے کی کاروائی کو مؤخر کرنے کی گنجائش بھی نہ ہو تو اس قسم کی اندوہناک حالتوں میں نماز گزار کیلئے دوسروں کو بچانے کی خاطر نماز کو توڑ دینا واجب ٹھہرتا ہے۔ خواہ وقتِ نماز تنگ ہو یا فراخ ہو۔

۳۔ مہلت کی صورت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کی بجا آوری کے دوران نماز گزار کو المناک اور خطرناک احوال کا سامنا کرنا پڑے تو اس کیلئے تکمیلِ نماز کی مہلت شرعاً نہیں مل سکتی بلکہ اس قسم کے کربناک حالات میں اُس کے ذمے دفاعی اقدامات ضروری ہو جاتے ہیں تاکہ یا وہ خود کسی شرپسندی کی بھینٹ چڑھ جانے سے محفوظ رہے یا کسی دوسرے کو ظلم و بربریت کا شکار ہونے سے بچایا جا سکے۔

۴۔ قطعِ نماز کا جواز:

اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات نماز گزار کے حق میں وقتِ نماز کی فراخی کی شرط کے ساتھ نماز کو توڑ دینا جائز ٹھہرتا ہے۔ مثلاً کسی نماز گزار کو پتہ چل جائے کہ اُس کا قرض خواہ کہیں جا رہا ہے اور وہ نماز پڑھنے میں مصروف ہے، قرض کی ادائیگی اُس کے لئے ضروری ہے لہٰذا وقت کی فراخی کی صورت میں وہ قرض کی ادائیگی کیلئے نماز کو توڑ سکتا ہے۔ اس طرح سے ظلم سے حاصل کردہ چیزوں کو ان کے اصل مالک کو واپس کرنے کے لئے بھی نماز کو توڑ دینا روا ٹھہرتا ہے۔ علاوہ ازیں نماز گزار کے ہاں موجود کسی کی امانت کی واپسی کے لئے بھی وہ نماز کو توڑ سکتا ہے۔

۵۔ رکعتوں کی گنتی:

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز رکعتوں کی تعداد کو یاد رکھنے کی خاطر کنکریوں سے رکعتوں کی تعداد کو گنتا ہے یا وہ رکعتوں کی تعداد گننے کے لئے انگلیوں کی گرہ بندی سے کام لے۔ اسی طرح سے وہ زمین پر لکیر مارنے کی صورت میں رکعتوں کی گنتی کرے یا دیوار پہ لکیر کھینچنے کی صورت میں رکعتوں کو شمار کرے تو ایسا کرنا روا ہے۔

۶۔ ٹوپی کی اہمیت کا اشارہ:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار کے لئے سر پہ پگڑی باندھ کر یا ٹوپی وغیرہ پہن کر نماز پڑھنا اور ننگے سر نماز پڑھنا دونوں شرعاً روا صورتیں ہیں۔ ہاں ٹوپی کے ہوتے ہوئے نماز پڑھتے وقت ٹوپی کو اتار پھینک کر نماز پڑھنا غیر اولیٰ ہے۔ شریعتِ محمدیہ کی رُو سے اگر کسی نماز گزار کی پگڑی دورانِ نماز کھل جائے تو اس کے لئے پگڑی درست کرنے کی خاطر تین بندھنوں کی حد تک باندھنے کا عمل جائز ہے۔ تین بندھن سے زائد فعلِ کثیر شمار ہوگا۔ اس سے ٹوپی کی اہمیت بھی واضح ہو جاتی ہے ورنہ پگڑی کھل جائے تو پگڑی کے درست کرنے کی ضرورت ہی کیوں ہوتی۔ لہٰذا اگر کسی نماز گزار کی ٹوپی دورانِ نماز جائے نماز پر گر جائے تو اُس کے لئے گنجائش ہے کہ وہ ٹوپی کو اٹھا کر پھر سے اپنے سر پہ رکھے۔ اس سے فعلِ کثیر لازم نہیں آتا اور نماز کی صحت پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز ٹوپی وغیرہ پہن کر پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

(بقیہ: صفحہ نمبر 29 پر ملاحظہ فرمائیں)

☆تحقیق وتلاش☆

بازشناسی قرآن از زبان قرآن

ڈاکٹر رضا مصطفوی سبزواری

گر تو می خواهی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز به قرآن زیستن
نقش قرآن تا درین عالم نشست
نقشهای کاهن وپاپان شکست
فاش گویم آنچه در دل مضمر است
این کتابی نیست چیزی دیگر است
(علامه اقبال)

خدای را سپاس می گزاریم که به ما توفیق ونیز نیروداد تابتوانیم باری دیگر ودر این جهان پر تلاطم مادی ودنیای پر سر وصدای گوش خراش زندگی ماشینی وجنجالی ودَغدغه آفرین، صدای حیات بخش وهستی آفرین قرآن را به گوشها برسانیم۔ صدایی که آفرینندهٔ آرامش واطمینان در دلهای خسته دلان ورنج دیدگان این زندگی مادی وپر وَلوله وبی سروسامان مردمان جهان امروز است ومامنی برای عصرنا اُمن حاضر محسوب می گردد وپناهگاهی اطمینان بخش برای زندگی پُر اضطراب وآلوده به تشویق وتردید واضطراب وشکهای گوناگون حیات این جهان محسوب می گردد که:

اَلا بِذِكْرِاللهِ تَطْمَئِنُ الْقُلُوْب (هان با یاد خدا دلها آرامش می یابد)

نسیم روح پرور ودلنواز وجان بخش قرآن رادر این محفل قرآنی که باحضور وسخنرانی فرهیختگان وقرآن شناسان وقرآن خوانان وحافظان پاکستانی وایرانی وبابرنامه های متنوع قرآنی از سراسر پاکستان وکشمیر وهند ونیز سی دی ها ونرم افزارهای قرآنی از کشور هائے مصر، عربستان وایران وهمچنین مسابقات سراسری قرآن همراه است، مغتنم می شماریم۔ واز همهٔ عزیزانی که باحضور شریف خویش بر رونق این محفل نورانی افزوده اند ورنج راه را از دور ونزدیک به عشق این محفل قرآن با به سرپیموده اند، سپاس می گزاریم۔ برایشان دعا می کنیم تاهمواره در پرتو انوار تعلیمات آسمانی قرآن مجید موفق ومؤید باشند واز همهٔ آنان التماس دعا داریم۔

امّا موضوع سخن ما دراین محفل قرآنی بازشناسی قرآن از زبان قرآن است مقدمتاً به عرض می رساند که باتوجه به اینکه بهترین ومستند ترین تعریف دربارهٔ هر چیز، تعریف

نشأت گرفته ومأخوذ از زبان خود معرّف است، ما به استناد آیات شریف قرآنی عنوانهای دیگری را که برای قرآن مجید بیان گردیده، بابهره گیری از آیات شریف قرآن نقل می کنیم، مطمئن است که خود این عنوانهای ارزنده بهترین معّرف برای گنجینهٔ عظیم مفاهیم قرآنی باشد که به قول مولوی:

آب دریا را اگر نتوان چشید
هم به قدر تشنگی باید کشید

کلمهٔ "قرآن" باتوصیفهائی مانند: قرآن مجید، قرآن کریم، قرآن مبین، قرآن حکیم، به کار رفته است۔ امّا عنوانهای دیگری به جز قرآن یا توصیفهای دیگری که دربارهٔ قرآن در قرآن مجید بکاررفته به شرح زیر است:

حبل الله:

(یعنی رشته وپیمان الهی)، آنجا که می فرماید: **واعتصمو ابحبل الله جمیعاً وتفرقوا۔**

(همگی به ریسمان خدا(قرآن) چنگ بزنید وپراکنده مشوید).

النّور:

(به معنای روشنائی) **واتبعوا النور الذی انزل معه واُولٰئِكَ هم المفلحون۔**

(وکسانی که) از نوری که بااوفرستاده شد (قرآن) پیروی کردند، آنها رستگارند)

موعظه:

(به معنای پند واندرزونصیحت) **یاایها الناس قد جاء تکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور وهدًی ورحمة للمؤمنین۔**

(ای مردم، به یقین شمارا از پروردگار تان موعظتی آمد(قرآن) وشفایی برای آنچه در سینه هاست وهدایت ورحمت برای مؤمنان۔

روح:

(جوهرحیات بخش) **وکذلك اوحینا الیك روحاً من أمرنا ما کنت تدری ماالکتاب ولاالایمان ولکن جعلناه نوراً نهدی به من نشاء من عبادنا وانك لتهدی الیٰ صراط مستقیم۔**

(همچنین کلام خود را (قرآن) به فرمان خود به تو وحی کردیم۔ تونمی دانستی کتاب وایمان چیست ولی ما آن راه نوری ساختیم تا هر یك از بندگانمان را که بخواهیم بدان هدایت کنیم وتوبه راه راست راه می نمایی)۔

حکمة:

(حکمت) **ذالك ممّا اوحیٰ الیك ربّك من الحکمة ولاتجعل مع الله الهاً آخر۔**

(این حکمتی است که پروردگار توبه تو وحی کرده است۔ باخدای یکتا خدای دیگری مپندار)

الفرقان:

(فرق دهنده میان راست ودروغ) **تبارك الذی نزل**

الفرقان علیٰ عبده ليكون للعالمين نذيراً.

(بسیار) با برکت است آن خدایی که فرو فرستاد "قرآن" را بر بندهٔ خود تا جهانیان را بیم دهد۔

حکم:

(داوری، منشور، ابلاغ، فرمان) وكذالك انزلناه حكماً عربياً۔

همچنین قرآن را به زبان عربی نازل کردیم۔

الهدیٰ:

(رهبری وهدایت) وانا لمّا سمعنا الهدیٰ امنابه ۔

وچون سخن هدایت (قرآن) را شنیدیم ، بدان ایمان آوردیم۔

البیان:

(شارح هر چیز، علمی که به وسیلهٔ آن آوردن یك معنا به طرق مختلف شناخته می شود)۔

هذیٰ بيان للناس وهدًى وموعظة للمتقين۔

(این بیانی است برای مردم وهدایت وپندی است برای پرهیز گاران)۔

الحق:

(راستی ودرستی) قل جاء الحق وزهق الباطل۔۔۔ وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين۔

وبگو حق آمد وباطل نابود گشت۔۔۔وفرو می فرستیم از قرآن آنچه را که آن شفاست ومؤمنان را رحمتی است۔

برهان:

(حجت، دلیل) یاایها الناس قد جائكم برهان من ربّكم وانزلنا اليكم نوراً مبينا.

ای مردم بی گمان برای شما برهانی (قرآن) از پروردگار تان آمد وبرشما نوری روشن فروفرستادیم۔

الذکر:

(تذکر ویادآوری) انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون.

بی گمان ما قرآن را فروستادیم وبی گمان ما نگاهدار آنیم۔

الکتاب:

(نوشتهٔ کامل) ذالك الكتاب لاريب فية هدًى للمتقين.

(این است کتابی که شك را در آن راه راه نیست، راهنمای پرهیز گاران است)۔

تنزیل:

(فروستادن وحی) وانه لتنزيل رب العالمين۔ وبی گمان آن (قرآن) فروستادهٔ پروردگار است۔

بنابر آنچه گذشت اگر گنجیبه ای از مفاهیم عالی انسانی همچون قرآن مجید بتواند همهٔ فضیلتهای یاد شده را یکجا در خود نهفته دارد یعنی رشتهٔ پیمان الهی پایندگان باشد که باعث اتحاد

وهمفکری وقوام، مسلمان جهان گردد۔

نورو روشنائی باشك كه باعث فهم ودرك ودرنتیجه دوری از جهل ونادانی گمراهان گردد۔

سراسر آن پند واندرز ونصیحت باشد تاخوانندگان به وسیلهٔ آن راه را از چاه بازیابند۔

جوهر حیات بخش جهان باشد تا به انسانها زندگی این جهانی وحیات جاودانی آن جهان بخشد۔

همهٔ آن حکمت باشد ونیز راست را از دروغ باز نماید۔

حکم وداوری الهی باشد ورهبر وهدایت کننده خلق گردد۔

شارح هر معنا ومفهوم مبهمی باشد تا به وسیله آن هر معنائی به طُرق گوناگون بازشناخته گردد۔

سراسر آن راستی ودرستی وحجت ودلیل وتذکر ویاد آوری برای راهنمائی مردم باشد۔

برروی هم نوشته ای کامل ونازل شده از سوی پروردگار جهانیان باشد:

اگر نگوئیم چنین گنجینه ای بی نظیر، بی شك معجزهٔ جهان هستی محسوب می گردد پس می پرسیم که آن به جز معجزه چه بنامیم؟

☆: منابع وپانوشتها

۱۔ متن خطابهٔ نگارنده در سمینار محفل قرآن است که در تاریخ نهم آذر ماه ۸۱ (۲۴ رمضان ۱۴۲۳) در محل هتل فلاشین راول پندی (پاکستان) با حضور قرآن شناسان ومحققان قرآنی وشخصیتهای بلند پایهٔ محلّی ونیز قاریان وحافظان ایرانی وپاکستانی قرآن مجید برگزار شده است۔

۲۔ سورهٔ رعد، آیهٔ ۲۸

۳۔ بروج ۲۱/ ۲-ق ۱/

۴۔ واقعه ۷۷

۵۔ یٰسین ۴۹/

۶۔ یٰسین ۲/

۷۔ آل عمران ۱۰۲/

۸۔ أعراف ۱۵۷/

۹۔ یونس ۵۷/

۱۰۔ شورا ۵۲/

۱۱۔ اسراء ۳۹/

۱۲۔ فرقان ۱/

۱۳۔ رعد ۳۷/

۱۴۔ جن ۱۳/

۱۵۔ آل عمران ۱۳۷/

۱۶۔ اسراء ۲/-۸۱

۱۷۔ نساء ۱۷۴/

۱۸۔ حجر ۹/

۱۹۔ بقره ۲/

۲۰۔ شعرا ۱۹۳/

☆کلامِ اقبال☆

اے لاالٰہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتارِ دلبرانہ، کردارِ قاہرانہ
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھوگیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ

☆ ہمدانیات ☆

سلطان ممالکِ معانی

مجاہد حسین کاوش

﴿ ۱۲ رجب المرجب شہرۂ آفاق مبلغ اسلام حضرت سید علی ہمدانی المعروف حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کا یوم ولادت باسعادت ہے۔ انہی جلیل القدر ہستی کی عقیدت میں لکھی گئی تحریر نذر قارئین کی جاتی ہے ﴾

امیر تیمور کی دُنیاوی سلطنت کی شہنائیاں خود اسی کے دم حیات تک بجتی رہیں اور جوں ہی اس کے طائرِ حیات قفسِ عنصری سے پرواز کر گیا اس کی تمام شان وشوکت اور جاہ وحشمت بھی خود ہی زمین بوس ہوگئی۔ گرچہ مؤرخین اس بات کو قلمبند کرتے ہیں کہ امیر تیمور ایک وسیع وعریض مستحکم اسلامی حکومت قائم کرنے کے آرزو مند تھے اور اس اپنی اسی خواہش کی برآوری کے لئے کئی اہم قسم کے کارنامے سَر کئے۔ شاید یہ تاثرات صحیح ہوں مگر ساتھ ہی اس کے برخلاف الفاظ بھی ملتے ہیں۔ جن میں تیمور لنگ کے اندازِ حکمرانی اور کردارِ مسلمانی کو کسی اور رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ کیا شک ہے کہ اعمالِ تیموری کا دوسرا رُخ بھی اپنی جگہ مسلم ہو کیونکہ بڑے بڑے کارناموں کے ذریعے اپنے آثار واحوال چھوڑ کر جانے والے بادشاہوں کی مماثلت ایک ہی طریقہ کار میں پائی گئی ہے۔ یہی مماثلت ان کے تمام اعمالِ خیر پر بھی پانی پھیر گئی۔ ان کی ایک جیسے طرزِ عمل کی صورت یہ تھی کہ حریت پسند خروج کے لئے اور صاحبِ اقتدار وُسعتِ حکمرانی کے لئے نیک نیتی کے ساتھ جنگ وجدل پر اُتر آتے اور حصولِ کامرانی کے بعد ان کی نیت سابقہ حالت میں نہ رہتی۔ بلکہ اس میں فتور آچکا ہوتا تھا اور یوں وہ طالبِ اقتدار اور صاحبِ اقتدار اپنے رب، اپنے رفقاء اور رعایا کے ساتھ کئے گئے عہد وپیمان سے رُوگردان ہو چکے ہوتے بلکہ نیت

ارادوں کے برعکس سنگین نوعیت کے جرائم انجام دینے پر تلے ہوتے۔ نیک نیتی اور بدعملی کے درمیان یہ آنکھ مچولی اہلِ ظاہر کے حکمران کھیلتے ہیں جبکہ اہلِ باطن کے شہنشاہوں کا اندازِ حکمرانی انسانیت شکن نہیں بلکہ انسانیت ساز ہوا کرتا ہے۔ آغازِ کار سے انجامِ کار تک جیسی نیت اور جیسا منشور ویسے ہی کردار وعمل ہوا کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے ارادے اور کردار دونوں اپنی طرف سے نہیں، منجانب اللہ ہوا کرتے ہیں۔ ان کا خروج یا وُسعتِ سلطنت معانی وظاہری خونریزی، مردم کشی اور غارت گری کے لئے نہیں بلکہ ظلم وبربریت کا خاتمہ کر کے امن وآشتی پھیلانے اور اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کرنے کے لئے ہوتے تھے۔

جس طرح اہلِ ظاہر کے ہاں بادشاہ، سلطان، راجہ، نواب وغیرہ صورت میں حکمرانی کے درجات ہوتے ہیں، اسی طرح اہلِ باطن کے ہاں بھی ابرار، اخیار، ابدال، اوتاد، افراد، غوث اور قطب کی شکل میں مراتب بندی ہوتی ہے۔ منشائے ایزدی سے ہی شاہانِ اہلِ باطن اپنے اختیارات میں اضافہ کرتے ہیں اور حسبِ موقع ان کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں ان کے لئے ایک ایسا اقتدار میسر ہے جسے وسیع یا استحکام بخشنے کے لئے نہ تباہ کن ہتھیاروں کی ضرورت تھی نہ لشکرِ جرار کی ضرورت تھی اگر ضرورت تھی تو بس صرف ہاتھ میں ایک عصا اور

کندھے پر ایک کمبل کی۔ اسی بنا شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

زکشمیر بہ تخت رسید آں ولی
بدستش عصا بود وبردوش گلیم

اسی حال وحلیئے میں جوگیوں، راہبوں، لاماؤں اور سادھوؤں جیسے گمراہ کن پیشواؤں کو مات دی، ہر باطل مزاحمتوں کو شکست فاش دی۔ اسی حالت میں بادشاہوں کے رازداں ٹھہرے، فاتحین کے مشیر اعلیٰ رہے، جنگجوؤں کے ہاں صلح کرانے والے قرار پائے اور اسی سادگی میں کئی ہزار دلوں کی وسیع وعریض باطنی سلطنت (باسیان ارض کشمیر وبلتستان) کے سلطان قرار پائے۔ سلطان ممالک معانی آپ کی ذات اقدس پر خوب تجتی ہے۔ یہ ایک ایسی حکمرانی ہے جس کی تاراجی کا خوف اور وہم نہیں، جسے سرحدی حملے کا غم نہیں اور حاکم کو اقتدار بڑھانے کا لالچ نہیں۔ اور دُنیاوی شاہوں کے برعکس امور سلطنت کے دوران وہ لوگ ہمہ وقت اطمینان قلب کے سمندر میں غوطہ زن رہتے ہیں۔ اس سلطنت کے رعایا روز بروز اپنے حاکم کی وفاداری اختیار کرتی جاتی ہے (بشرطیکہ اس بزرگ کی تعلیمات پر عمل کررہا ہو)۔ ان بندہ نواز شاہوں کی شان وشوکت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ لوگ مقتدر اعلیٰ رب متعال کے اشارے پر نور وہدایت کے لشکر روحانی ساتھ لئے کفر وعصیان کی کمین گاہوں پر یک لخت حملہ آور ہوتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے نعرۂ تکبیر کی صداؤں کی بازگشت سے وادیٔ ضلالت کے درودیوار کو لرزا دیتے ہیں، پھر ہر کس وناکس عجیب لذروانی دلی کیفیت سے دوچار ہوتا ہے اور اسی نرالی کیف وحال میں ہی بنی آدم کو حقیقی زندگی بخشی جاتی ہے۔ (یہاں حقیقی زندگی سے مراد ہدایت یافتہ بنانا ہے)۔ اس کار عظیم کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایئے۔

وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعاً

(جس نے ایک نفس کو زندہ کیا تو گویا اس نے پوری بنی نوع انسان کو زندہ کیا۔) اسی لئے تو تبلیغ دین کی اہمیت اپنی جگہ مسلم اور روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ مبلغ شرح صدر کا حامل ہو تو مشکل سے مشکل حالت کا بھی سامنا کرسکتا ہے اور تاریخ کے اوراق میں اپنے امر عظیم کا نشان چھوڑ جاتا ہے۔

شرح صدر ایک ایسا نور ہے جو خاص بارگاہ الٰہی سے عنایت ہوتا ہے۔ اسے پانے کے بعد بندے کے دل ودماغ اتنا قوی ہوجاتا ہے کہ پوری دُنیا والے بھی اُسے اپنے مقصد سے روک نہیں سکتے، اس نور کا حامل مصائب سے ہرگز پریشان نہیں ہوتا۔ تبلیغ رسالت کے مقصد میں دعوت اسلام قولوا لااله الا الله تفلحو ۝ با آواز بلند ادا کرنے پر شہر طائف والوں نے آپؐ کے جدِ امجد کو لہولہان کردیا تھا مگر آپؐ طائف والوں کے اس ناروا سلوک پر گھبرائے نہیں۔

شرح صدر کی اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہورہا ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا علیہ السلام فرعون سے مقابلہ کے لئے اللہ کے ہاں سے فوج اور ہتھیار کی بجائے شرح صدر ہی طلب کررہے ہیں۔ درگاہ الٰہی میں آپ نے یہ درخواست پیش کی۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ

اے میرے پروردگار! میرا سینہ کشادہ کردے میرے کام کو آسان کردے (طٰہٰ ۲۵۔۲۶)

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (الزمر ۲۲)

سو جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو پس وہ اپنے رب کی طرف سے نور میں ہے۔

آپ علیہ الرحمۃ بھی نور میں تھے اور آپ کے جانشین باکمال حضرت سید محمد نوربخش بھی نور والے کہلائے اور انہی نوریوں کے طفیل پورے سلسلۂ ذہب کو نوربخشا گیا اور یوں سلسلۂ ذہب ''کبرویہ'' سے

''نوربخشیہ'' قرار پایا۔

آپؒ وہی ہستی ہیں جسے حقیقت شناس دانشوروں نے آپ کے مقامِ عظمت کا نظارہ کرنے کے بعد انتہائی عقیدت سے مختلف القابات سے نوازا ہے مگر اہلِ کشمیر نے تو حد کر دی۔ اہلِ حضرت علیہ الرحمۃ کو ''علی ثانی''، ''بانیٔ مسلمانی'' کے اعلیٰ ترین نذرانے پیش کئے۔ یہ اہلِ کشمیر کا حضرت شاہِ ہمدانؒ کی ذاتِ اقدس سے اظہارِ دوستداری کا مظہر ہے۔

حضرت شاہِ ہمدانؒ کی تعلیمات، عملیات، معاملات اہلِ کشمیر پر اتنی اثر کر گئی کہ انہوں نے اپنے سابقہ رہن سہن، دستورِ معاشرہ، اعمالِ باطلہ، رسومِ فاسدہ غرض تمام قبیح رسم و رواج یکسر ترک کر کے اپنے معاشرے کو حضرت شاہِ ہمدانؒ کی سیرت اور تعلیمات کے تابع بنا دیا۔ اسلام سے پاسداری اور آپؒ سے دوستداری کے اظہار کے لئے کشمیریوں کے ہاں کئی رواج پرورش پا رہے تھے۔

☆: ایک معزز گھرانے کے کشمیری بزرگ نے بھی اپنے نورِ چشم کا نام آپ علیہ الرحمۃ کے اسمِ گرامی سید علی سے موسوم کر کے آپؒ سے اپنی عقیدت کی ایک نشانی چھوڑی، اسی بچے کو آج دُنیا ''سید علی گیلانی'' کے نام سے جانتی ہے۔ مقبوضہ جموں و کشمیر میں آزادی کی خاطر جہاد میں مصروفِ عمل مجاہدینِ اسلام کے مرکزی قائد اور حریت کانفرنس کے چیئرمین سید علی گیلانی جو کہ نہ صرف کشمیر میں بلکہ پوری مُسلم دنیا میں قائدِ انقلاب مانے جاتے ہیں۔ حضرت شاہِ ہمدانؒ کے اس پروانے کی مستقل مزاجی اور اَن تھک جد و جہد کا اعجاز ہے کہ آج اوڑی سے لکھن پور تک آزادی و حریت کے نغمے گونجتے ہیں۔ یہ مردِ مجاہد ۹ دسمبر ۱۹۲۹ء کو سوپور کے قریب زینہ گر کے ایک غریب مگر دینِ اسلام کے شیدائی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد پیر علی گیلانی نے معروف کشمیری ناموں سے ہٹ کر مشہور مبلغ اسلام حضرت سید علی ہمدانیؒ کے نام پر ان کا نام رکھا۔ یہ ان کے والدِ بزرگوار کا حضرت شاہِ ہمدانؒ سے ایمانی رشتے کی ایک جھلک تھی۔ یہ بھی ایک طرح کا حضرت علیہ الرحمۃ کے احسانِ عظیم کا عاجزانہ شکریہ تھا۔ کسے معلوم تھا کہ آگے چل کر یہی بچہ حریت کا آفتاب بن کر ابھرے گا۔ اگر حضرت سید علی ہمدانیؒ نے اہلِ کشمیر کو ضلالت کے قید سے رہائی بخشی ہے تو اسی جلیل القدر ہستی کے وسیلے سے سید علی گیلانی کی قیادت بھی مسلمانانِ جموں و کشمیر ہندوستان کی قید سے آزادی دلائے گی (انشاء اللہ)۔

☆: حریت، آزادی اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جب بھی مسلمانوں نے اپنی جد و جہد کا آغاز کیا تو امام حسینؑ کی قربانی کو مشعلِ راہ پایا۔ آپؑ ہی سے مسلمانوں نے سیکھا کہ جبر و استبداد کے سامنے سینہ سپر ہونا ہی عینِ رضائے الٰہی ہے۔ اہلِ کشمیر اسی عقیدے و مسلک کے پیرو ہیں اور اسی عقیدے پر اپنی جد و جہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کشمیری مسلمانوں کا خون رنگ ضرور لائے گا، ظلم کی اندھیر راتیں اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہوں گی جب کشمیری مسلمانوں کے لئے آزادی کی صبح طلوع ہوگی۔ انشاء اللہ

فرموداتِ شاہِ ہمدان علیہ الرحمۃ

☆ اگر تو بیدار دل ہے تو بزوں کی عزت کر۔

☆ بے ہودہ باتوں کو تمام آفتوں کا راز جان لو۔

☆ حیاتِ جاودانی چاہتے ہو تو حق کے ساتھ رہو۔

☆ صدقِ دل سے مانگو تا کہ مل سکے۔

☆ سب کا بوجھ اٹھاؤ تا کہ لوگوں میں باعزت بن جاؤ۔

☆ ہر کسی کے ساتھ نہ بیٹھ تا کہ تو برباد نہ ہو جائے۔

☆ اگر فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو نصیحتیں سنو۔

☆ دُنیا پرست لوگوں کی صحبت سے دور رہو تا کہ تمہارا دل سیاہ نہ ہو جائے۔

☆ اگر باعزت رہنا چاہتے ہو تو اپنے اختیار کو غلط استعمال نہ کرو۔

☆ خدا کے سوا کسی اور پر اعتماد نہ کرو تا کہ پچھتانا نہ پڑے۔

☆معارف قرآن☆

جمع وتدوینِ قرآن

جی ایچ معروفی

﴿گذشتہ سے پیوستہ﴾

میرے سابقہ مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مساعی سے عہد رسالت ہی میں پورا قرآن مجید لکھا جا چکا تھا اگرچہ اس کے اجزاء متفرق تھے اور اُن کی شیرازہ بندی کی نوبت نہیں آئی تھی۔

جب عرب میں کفر والحاد کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا دوسری جانب مسلیمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اس کے خلاف جنگ آزمائی میں بارہ سو کے قریب صحابہؓ شہید ہوئے جن میں سات سو قرآن خوان اور ستر کے قریب حافظ اور قاری تھے۔ شہادت کا یہ عالم دیکھا تو صحابہؓ کرام نے محسوس کیا کہ قرآنِ مجید کو ایک مرتب کتاب کی صورت میں جمع کر لینا چاہئے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے چند صحابہ کو یہ خدمت سپرد کی جن کی کوششوں سے قرآن کریم کے اجزاء کو کتابی صورت میں یکجا کیا گیا۔ قرآن کریم کا یہ نسخہ ترتیب وتہذیب کے اعتبار اور ہر لحاظ سے وہی قرآن تھا جو آنحضرت ﷺ پر وحی کی صورت میں نازل ہوا تھا۔ جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور نئی نئی قومیں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں تو مختلف قبائل کے لوگ اپنے اپنے لب ولہجہ کے مطابق پڑھنے لگے جس سے تلاوت میں اختلاف رونما ہونے لگیں، یہ دیکھ کر حضرت عثمانؓ نے اس کی نقلیں کروا دیں، چنانچہ قریشی لہجہ کے مطابق قرآن حکیم کی نقلیں تیار کی گئیں اور ہر صوبہ کے مرکز میں ایک ایک نسخہ بھیج دیا گیا۔ ایک نسخہ انہوں نے اپنے پاس مدینہ میں رکھ لیا اسے ''المصحف الامام'' کہا جاتا تھا، آج قرآن کریم کی موجودہ شکل جو کائنات میں پایا جاتا ہے یہ اُسی کی نقل ہے، یہ مصحف عثمانیؓ کہلاتے ہیں جس میں آج تک زیر وزبر کی فرق نہیں پایا گیا اور یہ مصحف اس قرآن سے نقل کیا گیا تھا جو آنحضور ﷺ نے اُمت کو دیا تھا۔ لہذا یہ امت مسلمہ کے لئے حجت ہے اس نسخہ پر تمام صحابہ کرامؓ بشمول حضرت علیؓ کا اتفاق ہے۔ کسی بھی صحابہؓ نے اس نسخہ پر کسی قسم کی کمی کا ذکر نہیں کیا ہے اور نہ ترتیب نزولی، ناسخ منسوخ اور تشریحات کا ذکر کیا ہے اور نہ اس قسم کی خصوصیات کا حامل نسخہ مہدیؑ آخرالزماں لے کر ظہور ہونے کا ذکر کیا ہے، اگر ایسا ہوتا تو یہ سب سے پہلے حضرت علیؓ کی ذمہ داری بنتی تھی کہ وہ اس بات کا اعلان کرتے کہ میرا لکھا ہوا نسخہ امام مہدیؑ لے کر ظاہر ہونگے، لیکن اُنہوں نے کبھی ایسا نہیں فرمایا۔ جہاں تک یہ کہنا کہ مصحف علیؓ کا امام مہدیؑ لے کر ظاہر ہونے سے موجودہ قرآن کی نفی نہیں ہوتی، یہ منطق دراصل مسلمانوں کو بے وقوف بنانے کی ایک چال ہے اس کی مثال اس طرح سے ہے کہ اگر کوئی کہے کہ میں فلاں شخص کو بھی صدر مانتا ہوں اس سے موجودہ صدر کی نفی یا انکار ہی لازم نہیں آتی تو کیا اس منطق سے ایک ہی وقت میں دو صدر نہیں ہوں گے؟

بقول اس شخص کے کہ وہ فلاں شخص کو بھی صدر مانتا ہے تو وہ یقیناً مد مقابل والے صدر کے ہی احکام کو مانے گا اور اُسی کا ہی ہمدرد ہوگا کیوں کہ اس نے مد مقابل لایا ہی اسی لئے کہ سابقہ سے خلاصی پایا جاسکے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه.

یعنی جو دین اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہے گا تو اُسے قبول نہیں کیا جائے گا،

بالکل اسی طرح موجودہ قرآن مجید کے مقابلے میں کوئی اور قرآن / مصحف کی پرچار کرے تو اُسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ سیرۃ معصومین اور بتیان والے بظاہر قرآن مجید کے متن سے اتفاق کرتے ہیں لیکن اس کے مد مقابل ایک اور مصحف / قرآن جس کا وجود ہی نہیں ہے، کی بھی مستقبل بعید میں آمد آمد کی خوشخبری دے رہے ہیں، یہ دراصل مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے مترادف ہے اور یہ کہنا کہ جن کتابوں سے یہ مواد ملا ہے وہ معتبر کتابیں ہیں ایسا کہنا بالکل لغو ہے کیونکہ تاریخ اسلام کے کسی کتاب میں صحابہ کے حوالہ سے مصحف حضرت علیؓ امام مہدیؑ لیکر ظہور ہونے کا ذکر تک نہیں اور نہ بارہ آئمہ نے اس کی بشارت دی ہے اگر ایسا ہوتا تو حضرت علیؓ اپنی کتاب نہج البلاغہ میں اس کا ذکر ضرور کر دیتے مگر انہوں نے کہیں ذکر نہیں کیا ہے تاہم بعض غیر معروف کتابیں جن میں قرآن مجید کو متنازعہ بنانے کی کوشش کر کے مسلمانوں کو لڑایا اور گروہوں میں تقسیم کرنے میں کامیاب ہوئے، آج سیرۃ معصومین اور بتیاں والے انہی کتابوں سے نقلیں کر کے امامیہ والوں کو خوشخبری سناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہمارے قائم خروج کریںگے تو ترتیب نزولی والا مکمل قرآن جن میں کسی چیز کی کمی نہیں ہوگی لیکر منظر عام پر آئے گا اور عوام الناس سے کہیں گے کہ ان کو پڑھو اور اس پر عمل کرو، اس قسم کی خوشخبری ''تبیان'' کے پرستاروں کو مبارک ہو۔

☆: **قرآن کریم کی اشاعت اور اس کے قدیم نسخے**

قرآن مجید کے قدیم نسخے دنیا کے مختلف کتب خانوں میں آج بھی محفوظ ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اس کا محافظ ہے بعض عناصر عوام کو یہ کہہ کر شش و پنج میں مبتلا کرتے ہیں کہ وہ آیات قرآنی جو درخت کے پتوں پر لکھے ہوئے تھے حضرت عائشہؓ کی بکری نے کھا گئی تھی لہذا وہ آیات موجودہ قرآن میں شامل نہیں ہے اس سلسلے میں میری عرض یہ ہے کہ بے شک اوراق قرآنی بکری کھا گئی ہو اور حدیث میں بھی آیا ہو مگر یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کئی صحابہ کرامؓ نے قرآنی آیات اپنے پاس لکھے ہوئے تھے اور بہت سے صحابہ کرامؓ نے قرآن حفظ کیا ہوا تھا، اس طرح تکمیلِ قرآن کے بارے میں کسی بھی قسم کے اشکال کی گنجائش نہیں رہتی، سب سے بڑھ کر یہ کہ خود رسول ﷺ نے اُن آیات کو پورا کیا ہوگا کیونکہ حضرت عائشہؓ نے اس واقعہ کا ذکر حضور نبی اکرم ﷺ سے کیا ہوگا، ویسے بھی حضور نبی اکرم ﷺ من جانب اللہ غیب جانتے تھے اور کلام الٰہی حضور ﷺ کے ذریعہ امت تک پہنچا، لہذا کمی کو پورا کرنا آپ ﷺ کے لئے کوئی مشکل نہیں تھا اس کے علاوہ اس قسم کی کمی و بیشی کو پورا کرنے کے لئے زید بن ثابتؓ کی سربراہی میں جو بورڈ بیٹھایا گیا تھا انہوں نے بھی ہر طرح سے جانچ پڑتال کرنے کے بعد ہی قرآن مجید کو یکجا کی۔ لہذا اس قسم کے شکوک و شبہات پھیلانے والے عناصر کو ہوش کا ناخن لینا چاہیے۔

☆ تاریخی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کا ایک نسخہ روس میں موجود ہے یہ نسخہ امیر تیمور کے زمانہ میں شیخ عبداللہ کے مزار پر رکھا گیا تھا جہاں سے وہ روسیوں کے ہاتھ آیا۔

قرآن مجید کی ایک نقل حضرت علیؑ نے تیار کی تھی ایک امام حسینؑ نے ایک امام زین العابدینؑ نے بھی تحریر کی تھی یہ نسخے آفتاب احمد ڈائریکٹر ریسرچ مطالعہ پاکستان کے مطابق کتب خانہ امام رضا ایران میں واقع ہے جس کی ترتیب موجودہ قرآن کے عین مطابق پایا گیا ہے۔ قرآن مجید کے چند اوراق جو حضرت علیؑ کے تحریر کردہ ہے لاہور بادشاہی مسجد کے میوزیم میں واقع ہے جو کہ خطِ کوفی میں لکھا ہوا ہے۔ جس کی نقل کبھی کبھار مختلف مواقع پر اخباروں میں شائع ہوتی رہتی ہے۔ 1930ء ماہ نومبر میں ایران کے محکمہ آثار قدیمہ کو ایک نسخہ کردستان کی ایک مسجد سے ملا تھا۔

قرآن مجید کا ایک نسخہ حضرت امام حسنؑ نے اپنے دست مبارک سے لکھا تھا، یہ ہرن کی کھال پر لکھا ہوا تھا۔ حضرت امام حسینؑ کے لکھے ہوئے چند اوراق جو خطِ کوفی میں لکھے گئے تھے امیر تیمور کو بابر یہ یلدرم کے کتب خانہ سے ملے تھے 1957ء میں یہ اوراق بہادر شاہ ظفر کی حکومت کے خاتمہ کے وقت انگریزوں نے برطانیہ بھجوادیئے اور چند اوراق دہلی میں موجود ہے۔

خلیفہ عبدالمالک بن مروان نے اپنے دور میں قرآن کریم کے نسخے شمالی افریقہ میں پہنچائے، یہاں سے یہ نسخے سوڈان اور حبشہ میں پہنچے۔ فرانس میں قرآن مجید گیارہویں صدی عیسوی سے پہلے پہنچ چکا تھا۔ بارہویں صدی عیسوی کی ابتداء میں قرآن کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہو چکا تھا۔ چودھویں صدی میں قرآن اٹلی پہنچا۔ پندرھویں صدی میں جرمن والے قرآن سے روشناس ہوئے۔ مشرقی یورپ میں قرآن ترکوں کے ذریعہ پہنچا۔ چینی ترکستان میں قرآن 250 ہجری میں اور بلغاریہ میں 210 ہجری میں پہنچ چکا تھا۔ قرآن مع تفسیر چار جلدوں میں روس سے 1777ء میں شائع کیا گیا اس کی اشاعت کا اہتمام روس کی ملکہ کیتھرائن نے کیا تھا۔ قرآن کریم کے مذکورہ قدیم نسخے اس حقیقت کے زندہ گواہ ہیں کہ موجودہ قرآن مجید وہی ہے جو عہدِ رسالتؐ اور قرونِ اولیٰ میں تھا نیز یہ کتاب ربانی دست برد زمانہ سے بالکل محفوظ رہی ہے اور گردشِ ایام نے اس پر کچھ اثر نہیں ڈالا۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

حضرت امام **محمد نوربخشؒ** نے فرمایا

اھل ارشاد

اے عزیز جان لو! جب اللہ تعالیٰ جہاں والوں کو رُشد و ہدایت سے بہرہ ور کرنا چاہتا ہے تو صاحب وقت مرشدِ کامل کو فنافی اللہ کے بعد بقاباللہ کا مرتبہ عطا کرتا ہے اور تائید ایزدی سے طالبان حق کی تعلیم و تربیت کرتا ہے۔ پھر ہر ایک اپنی اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق اس مرشدِ کامل کی ولایت کے چراغ سے نور حاصل کرتا ہے اس طرح کچھ نورداں، کچھ نوربین اور کچھ نوربخش بن جاتے ہیں۔

☆معارف قرآن☆

تاثیر القرآن

انور علی شہزاد تھلوی

قرآن کریم عجیب وغریب شان تاثیر رکھتا ہے۔ اس کی تلاوت اور سماعت خوف خدا کی دولت بخشتی ہے۔ کیا مسلمان اور کیا غیر مسلم جو بھی اسے سُن لیں، متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ قرآن مجید ایک عجیب انداز میں آخرت کی فکر دلوں میں اتارتا ہے اور جو بھی اُسے سُن لے اپنے دل میں ایک عجیب کیف محسوس کرتا ہے۔

تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم ثم تلین جلودهم وقلوبهم الیٰ ذکر الله○

بال کھڑے ہوجاتے ہیں اس سے کھال پر، ان لوگوں کی جو خدا سے ڈرتے ہیں اور پھر نرم پڑ جاتی ہے ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کی یاد پر۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد ان کے بدن اور روح دونوں پر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے۔ یہ قرآن کریم کی عجب شان تاثیر ہے۔ جس کے سینکڑوں عجیب واقعات ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنھم کی ایک جماعت نے حضور اکرم ﷺ کے حکم سے حبشہ کو ہجرت کی مشرکین نے وہاں شاہ حبشہ کے دربار تک اپنا پروپیگنڈہ نہ چھوڑا۔ نجاشی شاہ حبشہ نے بہت سے پادریوں اور راہبوں کو اپنے دربار میں جمع کیا اور ان مسلمانوں کو جو وہاں ہجرت کر گئے تھے، بلا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ان کا عقیدہ دریافت کیا اس پر حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے سورۂ مریم کی تلاوت کردی، بادشاہ اور سب راہب تلاوت سن کر آبدیدہ ہوئے۔ قرآن کریم نے ان پر عجیب حال پیدا کردیا۔ بادشاہ نے اقرار کیا کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور مسلمان ہوگیا اور گواہی دی کہ محمدؐ وہی نبی ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خبر دی تھی۔

ہجرت کے کئی سال بعد ایک وفد جو ستر آدمیوں پر مشتمل تھا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، یہ لوگ نجاشی کے بھیجے ہوئے تھے۔ حضور اکرمؐ نے سورۂ یٰسین ان کے سامنے پڑھی، وہ کلامِ الٰہی سُن کر بے اختیار رو پڑے آنکھوں سے آنسو جاری اور زبان پر ربنا آمنا کے کلمات جاری تھے۔ ستر کے ستر آدمی مسلمان ہوگئے۔ ساتویں پارے کے ابتدائی آیات انہی لوگوں کے حق میں نازل ہوئی تھی۔

حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل جنوں کو کچھ آسمانی خبریں معلوم ہوجاتی تھیں۔ جب حضور ﷺ پر وحی آنا شروع ہوئی تو وہ سلسلہ تقریباً بند ہوا۔ جنوں کو خیال ہوا ضرور کوئی نیا واقعہ ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے آسمانی خبروں پر سخت پہرے بٹھلائے گئے ہیں۔ اس جستجو میں جنوں کے مختلف گروہ مشرق ومغرب میں پھیل گئے۔ ایک جماعت بطن نخلہ کی طرف سے گزری وہاں حضور اکرم ﷺ اپنے چند اصحابؓ کے ساتھ فجر کی نماز ادا کر رہے تھے۔ قرآن کی آواز ان جنوں کو عجیب مؤثر اور دلکش معلوم ہوئی اور اس کی عظمت اور ہیبت دلوں پر چھاگئی اور وہ قرآن کی آواز پر فریفتہ ہوکر ایمان لے آئے اور اپنی قوم سے جا کر یہ ماجرا بیان کیا۔

انا سمعنا قرآنا عجباً یهدی الی الرشد فامنا ۝ (سورہ جن)

ہم نے ایک عجیب کلام سُنا ہے جو نیک راہ سمجھاتا ہے۔ سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے۔ قرآن کی قوت تاثیر شیرین بیانی اور حسن اسلوب نے ان کے لئے اسی وقت ہدایت کی راہیں کھول دیں۔ وہ تجسس کے لئے آئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ایمان سے مالا مال کر دیا۔

ملا علی قوشجی ماوراء النہر کے ایک بڑے عالم تھے۔ ایک دفعہ وہ روم گئے اور وہاں کے ایک یہودی عالم سے صداقت اسلام پر گفتگو کی۔ ایک مہینے تک دونوں میں گفتگو جاری رہی مگر وہ یہودی قائل نہ ہو سکا۔ ایک دفعہ وہ یہودی گفتگو کے لئے ملا علی کے پاس آرہا تھا۔ صبح کا وقت تھا اور ملا علی قرآن پڑھ رہا تھا۔ انہیں یہودی کے آنے کی کوئی خبر نہ تھی۔ وہ یہودی ٹھہر گیا اور بڑی توجہ سے قرآن سنتا رہا۔ اس کے بعد وہ ملاجی کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے مسلمان بنالو۔ ملا علی نے تعجب سے پوچھا کہ میری ایک ماہ کی گفتگو تو تم پر اثر نہ کر سکی اب فوراً کونسی چیز نے تمہیں متاثر کر دیا ہے۔ اس یہودی نے کہا کہ میں نے عمر بھر تجھ سا کوئی بد آواز نہیں دیکھا مگر اس کے باوجود آج صبح جب تم قرآن پڑھ رہے تھے اور میں چپکے سے اسے سُن رہا تھا تو اس نے میرے دل پر ایک عجیب اثر کر دیا۔ مجھے معلوم ہوا یہ کلام الٰہی ہے اور میں مسلمان ہو گیا۔

حضرت ابن معظم کہتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے سے ایک دن پہلے میں نے حضور اکرم ﷺ کو نماز مغرب میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سُنا، جب میں نے یہ آیت سُنی:

ام خلقوا من غیر شیء ام هو الخالقون ام خلقوا السموت والارض بل لا یوقنون ام عندهم خزائن ربك ام هم المصیطرون ۝ (پ ۲۷)

تو جب میں نے یہ سُنا تو میرا دل میرے اختیار میں نہ رہا اور قرآن کی یہ عجیب و غریب تاثیر میرے ایمان لانے کا سبب ہو گئی۔

حضرت عمرؓ اسلام قبول کرنے سے پہلے کفر کی ایک بڑی طاقت تھے۔ ایک دفعہ حضور اکرم کو شہید کرنے کے ارادے سے گھر سے نکلے۔ راستے میں کسی نے بتایا پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ اسی غصہ میں اپنے بہن کے گھر گئے وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہی تھیں۔ بھائی کو دیکھ کر انہوں نے جلدی سے وہ اوراق چھپالی۔ آپ نے کہا پڑھو تم کیا پڑھ رہی تھیں؟ بہن نے وہ اوراق کھولے اور سورۂ طٰہٰ کی یہ آیات تلاوت کی۔

طٰه ۝ ما انزلنا علیك القرآن لتشقیٰ ۝ الا تذكرة لمن یخشیٰ ۝ تنزیلا ممن خلق الارض والسموت العلی ۝

حضرت عمرؓ پر ان آیات کا ایسا اثر ہوا کہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو شکار کو نکلے تھے خود شکار ہو گئے یعنی انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عثمانؓ بن مظعون کہتے ہیں کہ میں پہلے اسلام کے بارے میں تردد میں تھا، دل سے قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ تھا۔ یہاں تک کہ سورہ نحل کی یہ آیت نازل ہوئی۔

ان الله یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینهیٰ عن الفحشاء المنكر وبغیٰ لعلكم تذكرون ۝ (پ ۱۴)

جب میں نے یہ آیت سنی تو میرے دل میں اتر گیا اور میں حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر مسلمان ہو گیا۔ پھر میں نے اس آیت کو ولید بن مغیرہ کے سامنے پڑھا۔ اس نے سُن کو کہا اے میرے بھتیجے! پھر پڑھ، میں نے پھر پڑا۔ پھر انہوں نے کہا۔ ''بخدا یہ کلام بڑا میٹھا ہے اور بے شک اس پر تازگی ہے اس کا اوپر کا حصہ پھلدار ہے اور نچلا سیراب کرنے والا ہے اور یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ

غالب ہو کر رہے گا کبھی مغلوب نہ ہوگا۔''

ابوعبیدہ لغوی کہتا ہے کہ ایک اعرابی نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سُنا۔ فاصدع بما تؤمر (پ۱۴ حجر) تو سنتے ہی سجدے میں گر گیا جب اس سے پوچھا گیا کہ تم نے سجدہ کسے کیا، اس نے کہا۔ ''اس کلام کی فصاحت کو'' عتبہ بن ربیعہ ایک دن قریش کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ اس نے حضور اکرمؐ کو ایک گوشے میں تنہا بیٹھے دیکھا، عتبہ نے اپنی قوم کو کہا کہ میں ابھی اس شخص کے پاس جاتا ہوں اور اسے مال و دولت کی لالچ دے کر اس نئی تحریک سے روکتا ہوں۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اسی طرح مال و دولت کی پیش کش کی۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ پہلے میں جو کچھ کہوں اسے سنو، اس کے بعد اپنی کہنا۔ اس کے بعد حضور اکرمؐ نے سورہ حم سجدہ کی تلاوت کی۔ عتبہ سنتے ہی حیرت زدہ اور مدہوش ہوگیا اور حضور کی خدمت میں عرض کی کہ آپ اپنے کام میں مشغول رہیں اور کسی سے نہ ڈریں اور اپنی قوم کو آ کر کہا۔

''بخدا! میں نے وہ کلام سُنا کہ ویسا کبھی نہ سُنا تھا۔ بخدا وہ شعر نہیں اور نہ کہانت ہے۔ اے گروہ قریش تم اس کو اس کی کام سے نہ روکو بخدا اس کی کلام کو بڑی شان ہوگی۔ اور تم جانتے ہو کہ وہ جو کچھ کہتا ہے جھوٹ نہیں کہتا اور جو دعا کرتا ہے وہ رد نہیں ہوتی اب خوف یہ ہے کہ تم پر عذاب نہ آجائے۔''

یہ قرآن پاک کے نفسیاتی اور طبعی اثرات کا بیان تھا۔ ان کے علاوہ قرآن کریم کے کچھ ایسے عجیب آثار ہیں کہ یہ کلام بہت سے قلبی امراض کی طرح بہت سے بدنی امراض کے لئے بھی ایک عجیب نسخہ ہے۔

وننزل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمؤمنين (پ۱۵)

اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں وہ جس سے کئی مرض دفع ہوں اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔ قرآن کریم کا نسخہ شفا ہونا گو اصالتاً روحانی بیماریوں کیلئے ہے لیکن ضمنی طور پر اس کے آثار بدنی صحت پر بھی بار بار ظاہر ہوئے ہیں۔ فوائد القرآن میں شیخ الاسلام لکھتے ہیں۔

''قرآن کی آیات سے نہ صرف جسمانی بیماریاں اترتی ہیں بلکہ روحانی بیماریاں بھی دور ہوتی ہیں۔ دلوں سے عقائد باطلہ اخلاق ذمیمہ اور شکوک وشبہات کے داغ مٹ کر صحت باطنی حاصل ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات اس کی مبارک تاثیر سے بدنی صحت بھی حاصل کی جاتی ہے۔''

مآخذ ومنابع:

☆ قرآن مجید مترجم ومفسر

☆ فوائد القرآن

☆ ماہنامہ بیدار

رگار گو سید

خادم حسین نوری، کراچی

مسلک پو ینگ سونگی خلاگن زوم گرائی کھاپُر بیاسے
چک چکپو لا فونو زیرین ستروق پو پا تھلے رگار گوسید
دین حق پو ینگ گاسوی بید نا شمن خسمے نیاگنے
دین پو سترونگ ملا، دے کھیونگ بدا رگو رسید
دین تخھ مید پی جاہل میونی ند پاسنگ پولا
عالم گنی علمی چھوسی کھا، کھروا رگوسید
دُنیاوی مال دولت لزاحق پہ جق کھور بہ ژھدے
جق خسوی دُنیا سکیورے، آخرتی تون چی بیا رگوسید
اہل قلم حضرات لا نوری جوفل پو مہ یوان
چھوسی لہ فن می سپور کیا نگ قلم کھورے ربیا رگوسید

☆اقبالیات☆

عظمتِ رفتہ کا حصول

مجاہد حسین کاوش

مسلمانوں کو درپیش تمام مشکلات کا حل اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔قرآن شریف میں اُسوۂ حسنہ کی ایک جھلک یوں دکھائی گئی ہے۔

محمد الرسول الله ط والذين معهٗ اشداء على الكفار رحمآء بينهم تراهم ركعاً سجداً يبتغون فضلا من الله ورضواناً سيماهم فى وجوههم من اثر السجود ط ذالك مثلهم فى التوراة ومثلهم فى الانجيل

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جولوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔(اے مخاطب) تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں، کبھی سجدہ کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں۔ان کے آثار بوجہ تاثیرِ سجدہ کے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں، ان کے یہ اوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں بھی ان کا یہ وصف موجود ہے۔

حضورِ رسالتمآب ﷺ کی سیرت و کردار اور تعلیمات کا نام ہی اسلام ہے۔جن کی عظمت و تقدس کی کوئی انتہا نہیں۔مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو ساتھی عطا کیے وہ بھی بے مثال اور بے نظیر تھے۔ان کے تقدس عظمت اور ایثار کی مثال دنیا کے کسی اور پیغمبر کے پیروکاروں میں نہیں ملتی۔وہ نبی کریمؐ پر جان قربان کرنے والے، راہِ حق میں اپنا سب کچھ لٹانے والے تھے،وہ حسنِ اخلاق کا پیکر اور رحمتِ مجسم تھے،وہ نہایت منظم تھے اور باہم خلوص و محبت کا مظہر تھے،وہ جذبۂ اخوت و ہمدردی سے سرشار تھے مگر کفار کے مقابلے میں نہایت طاقتور اور ناقابلِ تسخیر تھے،وہ کبھی باطل سے خوفزدہ نہ ہوتے تھے اور اس کے مقابلے میں استقامت اور پامردی سے ڈٹ جاتے تھے۔انہیں اپنی قوت پر بھروسہ نہیں تھا بلکہ وہ ہمیشہ نصرتِ الٰہی کے خواہاں رہے۔ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بغیر کوئی کام سنور نہیں سکتا۔ان کی شان تو یہ تھی کہ ان کے جبین رب العزت کے حضور جھکی رہتی۔وہ کثرت سے رکوع و سجود کرتے یہاں تک کہ ان کی پیشانیوں پر سجدے کے نشانات موجود ہیں۔یہ نیک بندوں کی علامات ہیں جن کی مثالیں اور جن کے بارے میں پیشگوئیاں تورات و انجیل کے اوراق میں موجود ہیں۔

آیتِ مذکورہ میں حضور پُر نور کے ساتھیوں کے چند اوصاف بتائے گئے ہیں مگر ان میں سے دو نمایاں وصف ''اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ'' اور ''رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ''عنوانِ نگارش کے پیشِ نظر توجہ طلب ہے۔

یہ دونوں وصف اتحاد کی طاقت اور اتفاق کی برکت دکھانے والا منشور ہے۔انہی اوصاف کو اپنا کر اسلام کی روشنی عرب کے محدود علاقے سے دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچادی گئی۔یہ ایک انقلابی منشور تھا جس پر اصحابِ رسول گامزن تھے اور انہی اوصاف کی بدولت فتحیات و کامران ٹھہرے۔یہ لوگ میدانِ جنگ میں اسلام کی خاطر اس قدر بہادری کا مظاہرہ کرتے کہ خود سے دُگنے تگنے بلکہ کئی گنا بڑے دشمن کے پاؤں اکھاڑ لیتے اور کفار کی صفوں میں گھس کر غش

غش کر جانے والی شجاعت دکھاتے اور اسلام و کفر کی کشمکش میں اپنے رشتوں کو بھی خیال میں نہیں لاتے اور آپس میں یہ حضرات سگے بھائیوں کی طرح رہتے تھے حتیٰ کہ سگے بھائیوں سے بھی بڑھ کر ایک دوسرے کو چاہتے تھے، ایک دوسرے کا خیال رکھتے تھے، انہی معیار و کردار کے ذریعے اصحاب رسول نے دین اسلام سے ہمیں بہرہ مند فرمائے اور ہم ہیں ان کے نقش قدم پر چلنے کے دعویدار۔۔۔۔۔ یہ کیسی دعویداری ہے؟

حال دوراں میں عملی روش دعویداری کے بالکل برعکس نظر آتی ہے۔ غیروں کے بجائے ہم اپنے ہی بھائیوں کے ساتھ دست وگریبان ہیں، تعلیمات اسلامیہ کی عملی نفاذ کی بجائے صرف زبانی خرچ کو ہی خدمت اسلام سمجھ رہے ہیں۔ اس قسم کے متضاد دعوے کا درس نہ نبی کریمؐ نے دیا تھا نہ آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے۔ اس قسم کے کج روش نظریات کا افزائش پانا ضمیر فروشوں کی تعلیمات کا ہی نتیجہ ہو سکتی ہے۔ مذکورہ دو اوصاف کے برخلاف معاشرے میں عملاً یا لساناً کوئی سا بھی کام ہو رہا ہو تو سمجھ لیں کہ ضمیر فروش عناصر اسلامی صفوں میں سرگرم عمل ہیں۔ شاعر کا پیغام ہے۔

جب بھی ضمیر کا سودا ہو دوستو
ڈٹ جاؤ تم حسین کے انکار کی طرح

اگر ہم واقعی اصحاب صفہ کے سلسلے سے ہیں تو جس طرح امام صوفیاء حسین علیہ السلام نے اصول پسندی کا مظاہرہ کیا اور بزرگان دین نے ان کی پیروی کی۔ ہمیں بھی اتباع حسینیت جزءِ ایمان سمجھتے ہوئے سلف صالحین کے نقوش پا پر چلنے کی سعی کرنی چاہیے۔

اصحاب رسول تو وہ لوگ تھے کہ جنھوں نے دین براہیمی کو تحریک کی شکل دے کر عرب کے ریگستانوں سے پورے جہاں میں پھیلانے میں اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ انہی کے بخشیدہ تقویت کا اثر ہے کہ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود آج بھی دین براہیمی کی تابندگی برقرار ہے۔

اور ہم ہیں ''اتحاد بین المسلمین'' اور ''رفع اختلاف امہ'' کے داعی، جس تحریک کی امام محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ نے داغ بیل ڈالی تھی اسے جاری رکھنا تو درکنار حالات کی طغیانیوں میں اپنی توازن برقرار بھی نہیں رکھ سکتے۔ اس کی بنیادی وجہ ہمارے اندر ان تفکرات و خصائل کی فقدان ہے جنھیں امور دینیہ کے سلسلے میں بزرگان ما سلف اپنائے ہوئے تھے۔ عظمت رفتہ کے حصول تبھی ہو سکتا ہے جب ہم سیرت سلف صالحین اور تعلیمات اسلامیہ کی روشنی میں اپنی زندگی کو گامزن رکھے۔

اَشِدَّاءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کی اسی منشور کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور اس کی افادیت سے فیضیاب ہونے کی خاطر بزرگان سلسلۂ ذہب ہمیشہ دعا میں فرمایا کرتے تھے جو انہیں امام الاولیاء علی مرتضیٰ کے توسط سے جناب رسالتمآب ﷺ سے ودیعت میں ملی تھی۔

اللھمّ اجعلنا ھادین ومھدیین غیر ضالین ولامضلین حرباً لاعدائك وسلماً لاولیائك نحبّ بحبّك النّاس ونعادی بعداوتك من خالفك من خلقك ٥ (دعوات صوفیه)

پروردگار! اپنے دشمنوں سے برسر پیکار رہنے اور اپنے دوستوں کے ساتھ نباہ کے ساتھ رہنے کی خاطر ہم کو صحیح رہبری کرنے والے، ہدایت پانے والے، خود گمراہ نہ ہونے والے اور دوسروں کو گمراہ نہ کرنے والے افراد بنائے رکھ، درآنحالیکہ ہم تیری محبت کی خاطر لوگوں سے محبت کا برتاؤ کر پائیں اور تیری دشمنی کی بنا پر تیری مخلوق میں تیری خلاف ورزی کرنے والوں سے دشمنی کا برتاؤ کر پائیں۔

اس دعا سے ہمیں کامیابی کا یہ راز مل جاتا ہے کہ صوفیاء عظام انہی دو

خاصیتوں کو ذریعہ ہدایت اور باہمی وحدت قرار دیتے تھے۔ اسی منشور پر لاکھوں اسلامیوں کو متحد و یکجا رکھا اور اسی منشور پر کفر کے طغیانوں میں اسلام کی لہر پہنچادی ۔ درویش لاہوری نے مردِ مومن کا تصور ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

یہ طرزِ عمل نہ صرف زمانۂ اسلاف میں کیمیا گر تھا بلکہ عصر حاضر میں بھی کامیابی کی کنجی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے یہ نقوشِ راہ نہ صرف دینی معاملات کے لئے مشعلِ راہ ہیں بلکہ دیگر معاملات زندگانی میں بھی سودمند اور اثر انگیز ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ ذہب کی سرگزشتِ زندگانی ''حلقۂ یاراں کے لئے بریشم کی نرم'' اور رزمِ حق و باطل میں فولاد ہے مومن'' کا آئینہ دار تھی۔ صوفیاء کرام نہ صرف خود کامیابی کے اس راز سے بخوبی آگاہ تھے بلکہ اپنے معتقدین اور پیروکاروں کو بھی اس کا شعور دلاتے تھے۔ اس طرح مرشدانِ طریقت کے ساتھ ساتھ معتقدین و متوسلینِ تصوف بھی دوستوں کے ساتھ شدید دوستی اور دشمنوں کے ساتھ سخت دشمنی رکھتے تھے۔ اہلِ تصوف اس والہانہ ماحول کے ارتقاء کے لئے ایک دوسرے کو نام کی بجائے ''اخی'' یعنی اے بھائی کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔

اہلِ تصوف کی وہ بے مثال وسعت گیری، وحدتِ ملی اور اخوتِ دینی اب صرف خطیبوں سے سننے کو ملتی ہے یا کتابوں میں ہی پڑھنے کو ملتی ہے۔ معمولاتِ اسلاف سے اسی بے حسی اور بے گانگی پر مفکرِ اسلامیاں نے فرمایا تھا۔

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

اس طرح حضرت اقبال علیہ الرحمہ نے تنزل و ترقی کے تجزیہ کے لئے مختصر الفاظ میں اسلاف کی پیروی ہی کو معیار قرار دیا۔

آیئے! ہم یقین کامل کے ساتھ جملہ اُمورِ زندگانی میں اسلاف کی پیروی کا عہد کریں، کیونکہ اسلاف کی پیروی ہی میں انفرادی و اجتماعی تمام مشکلات کا حل موجود ہے۔ عملیات و ریاضات کے وسیلہ سے ہر بلائے دُنیاوی و اخروی ٹل سکتی ہے اور وقت کے گزر جانے کے باوجود بھی بہت کچھ ہوسکتا ہے اور پاسکتا ہے، بشرطیکہ انسان میں لگن ہو، وہ اپنے مقصد میں سچا ہو اور اُسے یقین ہو کہ اللہ کی مدد سے اور اپنی محنت سے وہ اپنے مقصد کو پہنچ کر ہی رہے گا۔ حکیم الامت نے فرمایا۔

یقین افراد کا سرمایۂ تعمیرِ ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ ملت ہے

نکاتِ دانش

☆: سچائی کی مشعل جہاں بھی دکھائی دے اس سے فائدہ اٹھا یہ نہ دیکھ کر مشعل بردار کون ہے۔

☆: مقصد کی سچی لگن مشکلات میں بھی مایوس نہیں ہونے دیتی۔

☆: جو شخص ارادے کا پکا ہو وہ دُنیا کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکتا ہے۔

☆: اپنے آپ کو پرکھے بغیر زندگی بسر کرنا بے معنی سی بات ہے۔

☆: اکثر دیکھا گیا ہے کہ کتابوں کے مطالعہ نے انسان کے مستقبل کو بنادیا ہے۔

☆: ذہین ناکام ہوسکتا ہے، محنتی ناکام نہیں ہوتا۔

☆: زندگی محض پھول اور روشنی نہیں، کانٹے اور تاریکی بھی زندگی کا لازمی حصہ ہیں۔

☆نوآموز☆

رَشحاتِ قلم

نوآموز لکھاری

ذکر کی فضیلت

از: محمد اسلم عاصی

لفظ ''ذکر'' کے معنی ہے ''یاد کرنا''۔ ذکر کی فضیلت ۔ واضح بات ہے ۔ اسی ذکر میں ہی صراط مستقیم کا راستہ ملتا ہے۔ ذکر کے معنی تو یاد کرنا ہے چاہے بندہ اپنے حقیقی محبوب کو یاد کرے یا بندہ اپنے مجازی یعنی دُنیاوی محبوب کو یاد کرے۔ جس سے حد درجہ محبت کرتا ہو عربی اصطلاح میں اُسے ذکر کہتے ہیں اور اردو اصطلاح میں یاد کرنا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ حقیقی محبوب کو یاد کرنے کا اہتمام کرنے والوں کو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ذکر اللہ کے طور طریقے ہمارے کتابوں میں نہیں ملتا۔ دُنیاوی محبوبوں کی یاد میں اپنی عزت، خاندان کی عزت، مسلک کی عزت کو داؤ پہ لگانے والوں، اور اپنے حلیہ، چلن اور شناخت خراب کرنے والوں کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں جاتی۔ اس کے برعکس اگر کوئی اپنے خالق حقیقی کو یاد کرنے کی سعی کرتا ہو ذکرِ جلی و خفی میں حصہ لیتا ہو، شراب طہور پی کر عشق الٰہی میں مست و بے اختیار ہو جاتا ہو تو یہ ظاہر پرست لوگ انہیں دیوانہ اور پاگل کہتے ہیں۔ حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے۔

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں جو وہ میرے بارے میں گمان رکھتا ہے۔ اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔

اس حدیث قدسی رُو سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ذکرِ جلی کرنے میں کوئی ریاکاری نہیں ہے۔ ہمارے آئمہ کرام، اولیائے عظام قرآن وحدیث کی روشنی میں ذکر اللہ کثرت سے کرتے تھے۔ چاہے ذکرِ جلی کی صورت میں ہو یا ذکرِ خفی کی صورت میں، دونوں صورتوں میں ذکر اللہ کرتے تھے۔

ذکر دراصل شیطانی اور رحمانی خصلتوں کا معرکہ ہے۔ رحمانی خصلتیں چاہتی ہیں کہ بندہ ذکر کرے جبکہ شیطانی خصلتیں چاہتی ہیں کہ بندہ ذکر سے رُوگرداں ہی رہے۔ جو لوگ ذکر کی راہ میں روڑے اٹکانے پر تلے نظر آتے ہیں دراصل یہ لوگ شیطان کی پوجا کرتے ہیں اور شیطان کی خواہش پورا کر رہے ہیں۔

یہ بات اٹل ہے کہ رحمان کو خوش کرنے والے کے لئے جنت ہے اور شیطان کو خوش کرنے والے کے لئے جہنم ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو دونوں راستے بتا دیئے ہیں۔ اب یہ انسان کی اپنی مرضی ہے کہ انسان کس راہ کو اختیار کرتا ہے اور کس راہ کو جھٹلاتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ

''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں گشت لگاتے ہوئے اہل ذکر کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں پھر جب وہ کسی جماعت کو اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے کو

آواز دیتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف آجاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے وہاں جمع ہو جاتے ہیں اور ان کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔''

نسخۂ نماز

از: ایم ابراہیم بلتستانی

جب ڈاکٹر کوئی نسخہ دیتا ہے تو ساتھ یہ ہدایات بھی کرتا ہے کہ اس نسخہ کو کیسے استعمال کریں۔ ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق نسخہ استعمال کریں گے تو فائدہ ہوگا اور اگر اس کی ہدایات کے مطابق استعمال نہیں کریں گے تو فائدہ کی بجائے الٹا نقصان ہوگا۔

اب سنئے! نماز گناہ چھڑانے کا نسخہ ہے۔ یہ نسخہ دینے والا کون ہے؟ یہ نسخہ قرآن دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر

بے شک نماز بے حیائی اور گناہ سے روکتی ہے۔

دوسری جگہ فرمایا ہے۔

''اور مدد لو اور نماز سے اور بے شک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہوں ان پر کچھ بھی دشوار نہیں، خاشعین وہ لوگ ہیں کہ جو خیال رکھتے ہیں نماز کا۔ بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اس کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں۔

پھر نماز کو آسان اور مؤثر بنانے کا نسخہ ارشاد فرمایا کہ کہ اس میں خشوع کی روح پیدا کریں پھر حصول خشوع کا نسخہ ارشاد فرمایا کہ موت اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی کا مراقبہ کیا کریں۔

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

''بے شک نماز بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روک دیتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو جانتا ہے۔''

اس میں نسخہ نماز کے دو فائدے بیان ہوا ہے کہ نماز بے حیائی اور ناشائستگی نام کی بیماریوں سے روکتی ہے، جو کہ روح ایمان کے لئے انتہائی مہلک بیماری ثابت ہوتی ہے۔

پُر اسرار بندے

خواجہ اویس قرنی

از: محمد حسین سلونی

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نواح یمن میں پیدا ہوئے بعض روایتوں میں ان کی جائے پیدائش کا نام قرن لکھا ہے اسی مناسبت سے آپ کو قرنی کہا جاتا ہے۔ قرن نواح یمن میں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو طبع سلیم اور فطرت صالح عطا کی تھی۔ ان کے کان جب رحمۃ اللعالمین کے ذکر پاک سے آشنا ہوئے تو ان کے دل نے گواہی دی کہ حضور اللہ کے سچے رسول ہیں گویا ان کو غائبانہ تصدیق قلبی حاصل ہوگئی۔ بعد ازاں سرور کونین ﷺ سے والہانہ عشق ہوگیا۔ خواجہ اویسؓ ہر وقت سرور کونین ﷺ کے اقوال کی جستجو میں رہتے تھے۔ زہد، قناعت، عبادت، ریاضت اور اتباع رسول ﷺ کی انہوں نے ایسی مثال قائم کی کہ علماء امت و مشائخ دین آپ کی سیرت پر رشک کرتے ہیں۔

چوں اویسؓ آن معدنِ صدق و صفا
کہ ندید ہیچ اُو را مصطفےٰ

یہاں ایک سوال قاری کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے خواجہ اویسؓ جب

عاشق مصطفےٰ تھے تو سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر کیوں نہ ہوئے؟ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ کی والدہ ضعیف العمر، نابینا اور چلنے پھرنے سے معذور تھیں۔ خواجہ اویس ہر وقت ان کی خدمت گزاری میں مصروف رہتے تھے اور ان کو اکیلا چھوڑ کر کسی لمبے سفر پہ نہیں جاسکتے تھے۔ اللہ نے انہیں زیارت نبوی کی باطنی آنکھ سے مشاہدہ کرادیا تھا۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ بھی انہیں اپنے صحابی فرماتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی حکم کی بجا آوری کے لئے حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ اویس قرنیؒ کے پاس گئے تو اویسؒ نے رسول اکرم ﷺ کے حلیۂ مبارک کی نشانی بتایا اور تصدیق بھی کی۔ والدہ کی وفات کے بعد اویس قرنیؒ حج کے لئے مکہ معظمہ تشریف لائے اس وقت سرکار دوعالم ﷺ کا وصال پاک ہوچکا تھا۔ دنیائے تصوف وروحانیت میں حضرت اویس قرنیؒ کو بہت بلند درجہ حاصل ہے اور صوفیائے کرام کے بہت سے سلسلے حضرت اویس قرنیؒ تک منتہی ہوتے ہیں۔ سلاسل تصوف میں سے سلسلہ اویسیہ آپؒ ہی سے منسوب ہے۔ اصطلاح صوفیہ میں اویس عام طور پر اس شخص کو کہتے ہیں جو اتباع رسول کی بدولت براہ راست بارگاہ خداوندی سے فیضیاب ہوا ہو۔

حضرت اویس قرنیؒ کب اور کیسے فوت ہوئے اس کے متعلق مختلف روایتیں ملتے ہیں۔ عام روایت یہ ہے کہ جنگِ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔ دنیا میں سات مقامات پر آپ کی آخری آرام گاہ بیان کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ آپؒ کے حلیہ مبارک مختلف کتابوں میں دوطرح کے ملتے ہیں۔

۱۔ فربہ اندام، گندمی رنگ، گھنی داڑھی اور بدن بالوں سے ڈھکا ہوا۔

۲۔ لاغر بدن، گندمی رنگ، میانہ قد، گھنی داڑھی، آنکھیں سیاہ، چہرہ سے ہیبت ٹپکتی تھی۔

اس کے علاوہ آپ سے متعلق عشق رسولؐ میں اپنی تمام دانت نکلوانے کا واقعہ مشہور ہے۔ طوالت کے پیش نظر مضمون کو اختصار کرنا چاہتا ہوں۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

بچے اور ذمہ داریاں

عبدالرحمن صابر چھوربٹی

یہ ایک قدرتی امر ہے کہ انسان کو جب کوئی بڑی کامیابی حاصل ہوتی ہے تو اسے بے پناہ خوشی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اگر خدانخواستہ کسی مصیبت یا ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اسے نا صرف غم اور فکر دامن گیر ہوتا ہے بلکہ اس کے تمام افعال وکردار میں بے چینی اور اضطراب نمایاں ہونے لگتا ہے۔ ایک ایسا ہی غم یا خوشی طالب علموں کو اپنے امتحان میں کامیابی یا ناکامی پر لاحق ہوتی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ ''انسان کو اتنا ہی ملے گا جتنا کہ اس نے محنت کی''۔

محنت کرنا شرط اول ہے، کامیابی اللہ ہی عطا کرتا ہے۔ اگر کہیں ایک آدھ دفعہ ناکام ہو بھی جائیں تو بھی ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ مثل مشہور ہے، ''ہمت مرداں مدد خدا''۔ اس سال بھی گذشتہ سالوں کی طرح طالب علموں کے لئے امتحانات کا وقت آیا۔ جس طالب علم نے خلوص دل سے اور محنت ولگن سے پڑھائی کی وہ یقیناً کامیاب ہوا۔ اسی ایک طالب علم کی کامیابی معاشرے میں رہنے والے بہت سے لوگوں کے لئے خوشی کا باعث بنتی ہے۔ کامیابی سے طالب علم کی ذہانت اور قابلیت کے چرچے گھر گھر عام ہونے لگتے ہیں، بالخصوص اس کے دوست احباب اترانے لگتے ہیں اور دوسرے لڑکوں سے اس کا موازنہ کرتے ہیں۔ اُسے دوسرے ساتھیوں کے مقابلے میں ذہین وفطین قرار دیتے ہیں، اس کے مستقبل سے بہت سی امیدیں وابستہ کرنے لگتے ہیں، الغرض ہر طرف خوشی ہی خوشی ہوتی ہے۔

ہمارا معاشرہ بے شمار زیادتیوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ اس دور میں غریبوں کے بچوں سے بے تحاشا طرح طرح کی زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ ہر طرف سفارش، رشوت اور طرفداری کا بازار گرم ہے۔ قابلیت امیروں کی لونڈی بن کر رہ گئی ہے۔ غریب بچوں کے لئے تعلیم کے دروازے بند تو نہیں ہے تاہم بے پناہ مجبوریوں اور تقاضوں کی وجہ سے رکاوٹ ضرور بنی ہوئی ہے۔ غریبوں کے بچے امتحان میں فیل ہو جاتے ہیں مگر ان سے نااہل امیر طبقے کے بچے نہایت اچھے نمبر لیتے ہیں۔ امیر طبقے کے بچوں کے لئے نقل کے دروازے کھلے ہیں۔ غریب بچے ہزاروں ٹیسٹ اور انٹرویوز دینے کے باوجود ملازمت کے لئے نااہل، ناموزوں سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ امیر بچوں کو کسی ٹیسٹ انٹرویوز کے بغیر ہی گھر بیٹھے ہی افسری مل جاتی ہے۔

غربت سے اللہ دشمن کو بھی بچائے کیونکہ یہ ایک ایسا موذی مرض ہے جو صرف طالب علموں کو امتحانی سنٹرز میں ہی نہیں لگتا بلکہ یہ غریب بچوں کا ہر جگہ اور ہر لمحہ پیچھا نہیں چھوڑتا۔ جب یہ بچے سکول میں پڑھنے کو جاتے ہیں تو وہاں استاد کا رویہ بھی حقارت آمیز ہوتا ہے۔ اکثر اسکولوں میں ایسے استادوں کی بھرمار ہے جن کی فطرت میں بچوں کو پڑھانا نہیں ہے۔ وہ اپنے کلاس کے بچوں کو لگن اور سکون سے کبھی نہیں پڑھاتے، البتہ مار پیٹ ان کا محبوب ترین مشغلہ ہوتا ہے۔ ایسے اساتذہ کرام کی بھی کمی نہیں ہے جو مار پیٹ نہیں کرتے لیکن قصے اور کہانیاں سنانا اور اسی میں ٹائم گزارنا ان کا پسندیدہ شغل ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں غریب والدین اپنے بچوں کو بہتر تعلیم دے کر گھر کا سہارا بنانے کا خواب دیکھتے ہی دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

لیکن یہ خواب اسی وقت ہی شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے جب ہر میدان میں خصوصاً سکول اور تعلیم کے معاملے میں امیر بچے اور غریب بچے کا امتیاز ختم کر دیا جائے۔ ٹیوشن سنٹروں نے جتنا نام کمایا ہے وہ اپنی جگہ درست ہے لیکن محض ٹیوشن سے بچے سب کچھ نہیں سیکھ سکتے۔ ٹیوشن تو ان طالب علموں کے لئے ہے جو پرائیویٹ طور پر پڑھتے ہیں۔ اگر ٹیوشن نظام ہی ختم کر دیا جائے یا استادوں کو اس امر پر پابند کیا جائے کہ وہ اپنے کلاس کو ٹیوشن پڑھنے کی نوبت سے دور رکھیں گے۔ اس طرح اساتذہ محنت سے پڑھائیں گے اور بچے بھی محض ٹیوشن کے سہارے پڑھنے سے رہیں گے۔

ایک اچھے والدین کا یہ بھی فرض ہے کہ اپنے بچے کی حتی الامکان تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا بھی بندوبست کرے۔ ان کے اٹھنے، بیٹھنے کا خاص خیال رکھے۔ ہو سکے تو ان کی پڑھائی اور کھیل وغیرہ کے اوقات کار کا تعین کرے۔ والدین اپنے بچوں کو جس ماحول میں جس طرح تربیت دیں گے یا جس طرح کی ان کی عادات و اطوار پیدا کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ اگر والد خود بچوں کے سامنے شوق سے سگریٹ پیتا ہو تو ان کے بچے بھی سگریٹ پینا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر والدین نیکوکار اور عبادت گذار ہو تو ان کے بچے بھی ایسے ہی ہونگے۔

اساتذہ کرام اور والدین دونوں کا فرض ہے کہ بچوں کے ساتھ ہمیشہ پیار و محبت کے ساتھ پیش آئیں ان کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھیں۔ ان سے ہمیشہ ہنس کر اور گرم جوشی سے ملیں۔ تو بچے پر اچھا اور مثبت اثر مرتب ہو سکتا ہے۔ اس کے برعکس مار پیٹ کا راستہ اختیار کرے تو بچے نہ صرف بگڑ جائیں گے بلکہ نافرمان بن جائیں گے۔ اگر بچے شرارت کریں تو اسے سب کے سامنے ڈانٹنے کے بجائے خلوت میں سمجھائیں اس طریقے سے مثبت اثرات مرتب ہونگے۔

اگر ہم شروع دن ہی سے ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں تو یقین ہے کہ ہمارا معاشرہ امیر، غریب، چھوٹا بڑا، کالا اور گورا کے فرق کو بھول جائیں گے اور محبت، اخوت، بھائی چارہ کی فضا قائم ہوگی۔

[illegible]

یہاں من کی مرادیں لے کر آتے ہیں، جن کی مرادیں پوری ہوتی ہیں وہ خوشیاں مناتے ہیں جن کی پوری نہیں ہوتیں، ناراض وہ بھی نہیں ہوتے۔ اپنے مرشد سے گلہ کرنے کی بجائے خود میں ہی وہ کمی تلاش کرتے ہیں۔

☆غور و فکر☆

تبیان کا خلط مبحث

عبدالرحمٰن روزی

تبیان شمارہ نمبر ۲۳ کے صفحہ نمبر ۱۰ میں نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۳۷ کے صفحہ نمبر ۱۱ کے حوالے سے ''سیرۂ معصومین حقیقت کے آئینے میں'' کے عنوان سے مضمون نگار جناب سید مرتضیٰ صاحب نے جو خیر سے اپنے نام کے گرد بڑے بڑے علمی شہادات ہالہ کئے ہوئے ہیں، دیگر باتوں کے علاوہ مولانا عبدالرشید صدیقی کے مضمون ''قرآن پاک میں شکوک اور شبہات پیدا کرنے کی مجرمانہ حرکت''، پر غیر ضروری، غیر منطقی جرح کرتے ہوئے خود شکوک وشبہات کا شکار ہوا ہے۔ مضمون اور صاحب مضمون کے حوالے سے بھی صحیح ادراک نہیں کرسکا۔ اس طرح شعوری یا لاشعوری دونوں صورتوں میں کنفیوژن کا شکار ہوا ہے۔ شیخ سکندر نے مختلف زاویوں سے قرآن مجید پر جو بداعتمادی کا اظہار کیا ہے، یہ حضرت اور ان جیسے دیگر حضرات ان کی ہمنوائی میں اس غلط بات کو پکی کرنے میں سرگرداں ہیں۔

چونکہ معاملہ قرآن مجید کا ہے جس کے سہارے ہم مسلمان ہیں، جو ہماری ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے۔ لہٰذا اس کتاب کو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور تک عالم غیب میں مستور سمجھا جائے تو مسلمانوں کا مضطرب ہونا ایک فطری بات ہے۔ اوپر سے آیت کریمہ لقوم ھادی کی غلط تشریح اور دور از کار تاویل کے ذریعہ کہ ہر زمانے میں ایک شخص کا دامن پکڑنا چاہئے وہ جو بھی ہو اور جیسا بھی ہو لازم قرار دیتا ہے، تو وہ قرآن مجید کا متبادل بالکل نہیں ہوسکتا بلکہ امت کے تمام ہادیوں اور رہبروں کی ہدایت کے لئے بھی قرآن مجید ناگزیر ہے۔

اس کے علاوہ شیخ سکندر نے بزعم خود چہاردہ معصومین سے اظہار عقیدت کے لئے جو کتاب لکھی یا لکھوائی گئی ہو، اسلام کے دیگر برگزیدہ ہستیوں اور خیر القرون و مابعد کے دینی رہنماؤں، برگزیدہ ہستیوں کے ساتھ گستاخی اور لعن وطعن کی قیمت پر لکھی گئی ہے۔ گویا کہ اہل بیت عظام کی تعریف و توصیف کے لئے ان ہستیوں کی توہین ضروری ہو، حالانکہ خود اہل بیت عظام ان کی عظمت کے قائل تھے۔

الغرض صاحب مضمون نے قابل اعتراض مواد کا شافی جواب یا جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعتراف حقیقت و حقیقت کے آئینے پر پیش کرنے کے بجائے آئینہ کی سکرین سے ہی غائب کرنے کا فریضہ انجام دینے کی کوشش کی ہے اور اس دھوکہ دہی کے ضمن میں افتاد طبع سے مجبور ہوکر مذہب کے اندر کثرت منتیوں کا رونا روتے ہوئے ان کی مذمت میں ایک آیت بھی گڑھ لی ہے، (ان الظن اثم کبیر) نعوذ باللہ، موجودہ قرآن مجید میں ایسی کوئی آیت سرے سے بھی نہیں شاید قرآن مستور سے ایسی آیت کی بھنک پڑی ہو تو دوسری بات ہے۔

حالانکہ لفظ (ظن) مطلق طور پر گمان کے معنی میں ہے انسان اچھا گمان کرے تو حسن ظن اور برا گمان کرے تو بدظنی یا بدگمانی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان بعض الظن اثم یعنی بعض ظن گناہ کا سبب بنتے ہیں نہ کہ ہر ظن گناہ کبیرہ ہے۔ البتہ جو لوگ استدلال اور اطاعت خدا و رسول کے جذبے سے انحراف اور صرف

اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے حق کی تلاش میں ٹامک ٹوئیاں کھاتے رہتے ہیں اسے بھی ظن سے تعبیر کیا ہے اور یہ ظن تو بالشبہ بیہودہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ومایتبع اکثرھم الا ظنا انّ الظن لایغنی من الحق شیئا انّ اللہ علیھم بما یفعلون ٥ سورۃ یونس۔

اوران میں سے اکثر صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں اور کچھ نہیں کہ ظن حق کے معاملے میں کچھ بھی کارآمد نہیں ہوسکتا ہے۔ بے شک اللہ تمہارے سب اعمال سے واقف ہے۔

جہاں تک صاحب مضمون کا ناشرین قرآن مجید تاج کمپنی، چاند کمپنی وغیرہ کا ذکر نیز ۲۸ مصاحف قرآنی کی بات ہے تو اس میں کیا اختلاف ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ مصحف علی کرم اللہ وجہہ ودیگر مصاحف موجودہ قرآن مجید ہی سے عبارت ہے۔ وجہ نزاع تو مصحف علی ہی کو اصل قرآن مجید سمجھتے ہوئے امام القائم کے غیب سے ظہور پذیر فرماتے وقت لے کر آنے والی بات ہے۔ جسے گول مول کرتے ہوئے یہ لوگ التباس الحق بالباطل کا مرتکب ہو رہے ہیں۔

☆: قرآن کے دوجلدوں کے ابہام کا ازالہ

جہاں تک بخاری شریف سے باب ماترک رسول اللہ ﷺ الامابین الدفتین کے ترجمہ پر اعتراض اور دور کی کوڑی لاکر مغالطہ دینے کی سعی لاحاصل کی ہے وہ بجائے خود ایک قابل نفرین بات ہے۔ اردو زبان کی معمولی شد بد رکھنے والا بھی فوری طور پر سمجھ سکتا ہے کہ دوجلدوں کے درمیان کا معنی اور دوجلدوں میں کے مطلب میں کیا فرق ہے!

اور یہ تو بدیہی بات ہے کہ دوجلدوں کے درمیان کا مطلب دوتختیوں کے درمیان، دونوں سائیڈوں کے گتے، تختی، چمڑے جسے جزدان بھی کہا جاتا ہے، ان دونوں تختیوں کی جلد بندی سے ایک مجلد بن جاتا ہے۔

اگر دوجلدوں میں کہا جائے تو وہ مستقل مجلد ہونگے اور آج کل تو ضرورت کے پیش نظر قرآن مجید کے تیس اجزا تیس جلدوں میں بھی شائع ہو رہے ہیں جنہیں عرف عام میں تیس پارے کہا جاتا ہے۔ بہر حال دوسرے مسائل کی طرح اس میں محض عام لوگوں کو دھوکہ دینے کی خاطر تجاہل عارفانہ کا ارتکاف کیا گیا ہے جو ایک واضح علمی خیانت بھی ہے۔

سولھویں خصوصیت میں یہی طریقہ اپنا کر مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے مصحف امیر المومنین کا ظاہر ہونا جسے آپ نے رسول خدا کی وفات کے بعد جمع کیا تھا بغیر تغیر وتبدیل کے جو کہ تمام ان چیزوں کا حامل ہے جو آپ پر اعجاز کے طور پر نازل ہوئی تھیں۔۔۔ الخ۔ جہاں اصل قرآن مجید امام مہدی کے لے کر آنے کی بشارت واضح ہے دوسرا مغالطہ لفظ آپ بار بار استعمال ہوا ہے، مگر اللہ کے رسول اور حضرت علی کے ساتھ جو مخصوص اشارات صلی اللہ علیہ وسلم اور علیہ السلام سے بے نیاز کرکے اشتباہ میں ڈال دیا گیا ہے کہ آپ پر اعجاز کے طور پر نازل ہوئی تھیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یا حضرت علی پر نازل ہوئی تھیں۔ ویسے بھی ایک فرقہ غرابیہ گزر چکا ہے جن کا عقیدہ تھا کہ نزل القرآن علی علی فنسی جبریل۔ اور کچھ فرقے الوہیت علی کے بھی قائل تھے۔

بہر حال یہ سب تجاہل اور دھوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے۔

اذا کنت لاتدری فتلک مصیبۃ
وان کنت تدری فالمصیبۃ أعظم

☆فقہی مسائل☆

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ بعض حضرات کے سوالات کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کے جوابات رسالے میں شائع نہیں کئے جاسکتے بلکہ اُن کے جوابات بذریعۂ ڈاک اُن کے گھروں تک پہنچائے جاسکتے ہیں مگر پتہ نہ ہونے کی وجہ سے بذریعۂ ڈاک ارسال کرنے کا معاملہ بھی خود بخود رک جاتا ہے۔ اس میں قصور سائلین حضرات کا ہے لہٰذا پُرزور التماس ہے کہ ہر سائل اپنے نام کے ساتھ ساتھ پتہ بھی لکھا کرے۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر۱: فرض نماز کی ہر ایک رکعت میں ایک ہی سورت کا بار بار پڑھنا کیسا ہے؟

سوال نمبر۲: اگر کسی سے قنوت کا پڑھنا بھولے سے رہ جائے تو نماز کا کیا بنے گا؟

سوال نمبر۳: اگر ماہواری کے دوران لاعلمی کی بنا پر جنسی رابطہ قائم ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

سوال نمبر۴: ماہواری کے دوران اگر شوہر نے زبردستی بیوی کے ساتھ جنسی رابطہ قائم کیا تو کیا کفارہ دینا پڑے گا؟

٭سائل: بابو سرشاد علی حسن، ون این ایل آئی رجمنٹ

سوال نمبر۵: کسی کی قبر پر قرآن خوانی جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر۶: سوگ منانا کتنے عرصے کے لئے ہے؟

٭سائل: عبدالقیوم ملتی ونجھ و بگھرکو

جوابات

جواب نمبر۱: بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

اگر کسی نماز گزار کو صرف ایک ہی سورت کے سوا کچھ یاد نہ ہو تو ایسا کرنا روا ہے۔ دیگر سورتوں کے یاد ہوتے ہوئے ایسا کرنا بھی شرعاً روا ہے تاہم غیر اولیٰ ٹھہرے گا۔

جواب نمبر۲: بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

نماز میں قنوت کا پڑھنا ایک مسنون عمل ہے۔ اس مسنون عمل میں سہو کی وجہ سے سجدۂ سہو کی بجا آوری بھی مسنون ہے لہٰذا کسی نماز گزار نے بھول کر قنوت کا پڑھنا رہ جائے تو وہ سہو کے دو سجدے مسنون طور پر بجالائے۔ اگر بالفرض سہو کے سجدے بھی وہ بجا نہ لائے تو نماز کی صحت متاثر نہیں ہوگی بلکہ اس کے ثواب میں قدرے کمی واقع ہوجائے گی۔

جواب نمبر۳: بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

ماہواری کے ہوتے ہوئے لاعلمی میں جنسی رابطہ والی بات کمزور ہے۔ یہاں لاعلمی کی صورت کا پیدا ہونا یوں ایک حد تک ممکن ہے کہ بیوی اپنی ماہواری کو مخفی رکھے اور شوہر حالت طہر کے گمان میں مبتلا ہو کر جنسی رابطہ قائم کرے۔ یہاں پر ماہواری کی حالت کو شوہر سے مخفی رکھنے کی

سزا بیوی کو ملے گی۔ شوہر اس حالت سے لاعلم ہونے کی بنا پر شرعاً گنہگار نہیں ہوگا۔

جواب نمبر۴: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

زبردستی کی وجہ سے یہاں پر حالتِ حیض میں جنسی رابطہ کرنے کی سزا شوہر کو ملے گی، گویا شوہر گنہگار ہوگا۔ بیوی مجبورِ محض ہونے پر شرعاً بے قصور ثابت ہوگی۔ یہاں پر کوئی کفارہ نہیں ہے بلکہ وہ توبہ واستغفار کرے کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔

جواب نمبر۵: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

میت کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی شرعاً جائز اور باعث ثوابِ عظیم ہے خواہ گھر پہ کی جائے خواہ میت کی قبر کے پاس۔

جواب نمبر۶: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ازروئے شریعتِ محمدیہ تین دنوں کے لئے سوگ منانا میت کے لواحقین کے لئے مسنون قرار دیا گیا ہے۔

بقیہ: شریعت محمدیہ

۷۔ عدمِ فعلِ کثیر کا کرشمہ:

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر دورانِ نماز جائے نماز پر حشرات الارض میں سے کوئی کیڑا آ کر رک جائے۔ مثلاً کوئی لال بیگ آکر جائے نماز پر ڈیرہ ڈال دے یا ہوائیں چلنے کی صورت میں خس وخاشاک سجدہ گاہ پر پڑ جائے تو نمازگزار کے لئے شرعاً گنجائش ہے کہ وہ ان چیزوں کو ہٹائے اس کے لئے کوئی فعلِ کثیر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ چیزیں نمازگزار کی توجہ نماز سے ہٹانے کے اسباب ہیں۔ لہذا ان کو دور کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پیغام سُنا دو!

علی حسن تروپی شگر

اے نوائے صوفیہ قوم کو یہ پیغام سُنادو!
ہرفرد کو سیرتِ قرآن بتادو!
جس قوم میں ایمان کے شعلے نہیں اٹھتے
اس قوم میں حرارتِ ایمان بڑھادو!
بڑھتے جاؤ صوفیاء کے پرچم اٹھا کر
یوں قطرۂ شبنم کو بھی دریا بنادو!
پیروئے اہل تصوف کو وہ مرتبہ بخشوادو!
جس جا پہ سجدہ ہو اُسے کعبہ بنادو!
افلاس کے طوفان جو چڑھا رکھے ہیں سر پر
پروازِ تخیل سے انہیں جلد ہی ہٹادو!
اس پر بھی کوئی شخص گریزاں ہو اے نوائے صوفیہ
حضرتِ اقبال کا انہیں یہ شعر سُنادو!
جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلادو!

طوبیٰ لمن تحرک لسانہ بذکر اللہ وفاضت عیناہ

خوشخبری ہے اس کے لئے جس کی زبان اللہ کے ذکر میں ہو اور آنکھوں سے آنسو بہیں۔ (الحدیث)

☆ اخبار التصوف ☆

دُنیائے تصوف کی خبریں

لیاقت علی خان

☆: معروف شاعر علی احمد قمر کو صدمہ

معروف شاعر اور PTV کے سابق پریزنٹیشن چیف علی احمد قمر صاحب کے والد بزرگوار علی محمد عرف زاپ علی طویل علالت کے بعد گذشتہ دنوں اسلام آباد میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ اسلام آباد میں ادا کی گئی جس میں راولپنڈی اور اسلام آباد سے کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ مرحوم علاقہ سلترو بلتستان سے تعلق رکھتے تھے۔ برصغیر کی تقسیم سے قبل وہ براستہ کارگل ہندوستان گئے تھے اور تقسیم ہند کے بعد مری منتقل ہو گئے اور آخری ایام اسلام آباد میں گذاری اور تقریباً 110 سال کی طویل عمر پا کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ ادارہ نوائے صوفیہ تمام لواحقین خصوصاً قمر صاحب سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

☆: NYF تھلے چنڈو کا اجلاس

مولوی بشیر امام مسجد چنڈو کی صدارت میں این وائی ایف تھلے چنڈو کا ایک اجلاس ہوا۔ جس میں نوجوانوں نے مسلکِ حقہ کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرنے کا عہد کیا۔ آخر میں جوہر علی جنرل سیکرٹری نے تمام نوجوانوں کا شکریہ ادا کیا۔

رپورٹ: غلام مہدی سالک،
سیکرٹری نشرواشاعت

☆: جشن ولادت سرخیل اولیاء

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں مرجع صوفیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت باسعادت انتہائی عقیدت واحترام سے منائی گئی۔ جس میں راولپنڈی/اسلام آباد میں مقیم اہل تصوف کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ قصیدہ خوانوں نے شان علی میں منقبت پیش کی۔ اسلام آباد کے نامور عالم دین مولانا محمد انور تھلوی صاحب نے سامعین سے اپنے ایمان افروز خطاب میں کہا کہ جو لوگ عملی مداومت کے بغیر صرف زبانی حد تک محبت علی کا دم بھرتے ہیں اور علیٰ مبغضهم لعنة الله کا نعرہ لگاتے ہیں ایسے نفس ریاضت سے کنارہ کش لوگ خود ہی اس نعرے کا مصداق ٹھہرتے ہیں۔ مولا علی نے اپنی حیات میں ہی قرآن وسنت سے روگردان دعویداروں کو پسند نہیں کیا بلکہ ان سے اظہار برأت کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ ہماری محبت کا دعویٰ وہی لوگ ہی کر سکتے ہیں جو ہمارے عملی نقوش کی پیروی کریں۔

☆: طالب علم کا اعزاز

فنانس اینڈ ایڈمنسٹریشن فیلڈ اسسٹنٹ گلشن کبیر مشہ بروم والے کے صاحبزادے مشتاق محمد عارف نے فیڈرل گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول واہ کینٹ میں جماعت ہشتم کے سالانہ امتحان میں 800 میں سے 571 نمبر حاصل کر کے پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔



اشتاق محمد عارف، گلشن کبیر

(باقی صفحہ نمبر 32 پر ملاحظہ فرمائیں)

☆ نامۂ سالک ☆

قارئین کے خطوط

مولانا محمد انور تھلوی

نوائے صوفیہ عالم تصوف میں درخشندہ ستارے کی مانند ہر ماہ طلوع ہوتا ہے۔ اس کا ہر مضمون روحانیت سے متعلق ہوتا ہے۔ خصوصاً علامہ صاحب کا شرح فقہ، مولانا عبدالحمید صاحب کا تفسیر قرآن، مجاہد حسین کاوش کا روحانیت اور سلسلۃ الذہب پر مبنی مضامین نہایت دلچسپ ہیں۔

عبدالرحمن ٹیچر ودم سم

سید انور حسین کاظمی صاحب نے مستقل خریداری کے لئے چندہ جمع کردیا تھا مگر انہیں رسالہ جاری نہیں ہوا۔ مضمون شائع کر کے حوصلہ افزائی فرمائیں۔

محمد حسین سلونی،

اردو یونیورسٹی کراچی

٭ قبلہ سید صاحب کو اسی شمارے کے ساتھ ہی رسالے کی ترسیل شروع کردی گئی ہے۔ ٭

اللہ کے کرم، اراکین کے کوششوں اور غیور عوام کی بے لوث محبت ہے یہ رسالہ اپنے معیار و تقاضے استوار کرنے نیز ملی رہنمائی کرنے کے علاوہ عالم اسلام کے لئے ایک اسکالر کا کام کر رہا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خالق کائنات حق کے پیکر اس رسالے کو روز افزوں استحکام عطا فرما۔

محمد اشرف تلسوی

باقر العلوم لداخی، سکردو

ادارے کے نام پہلے بھی خطوط بھیجا تھا مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ ۲۰۰۳ء کا سالانہ چندہ ارسال کر چکا ہوں۔ رسید بھی ساتھ لف ہے۔

محمد ایوب صوفی براہوی

7 این ایل آئی رجمنٹ۔

جی ایچ معروفی صاحب کے مضمون ''جمع وتدوین قرآن'' کو دیکھ کر مخالفین بوکھلاہٹ کا شکار ہوگیا ہے۔ کاوش صاحب کے نگارش ''نگاہ مرد مومن سے'' نوائے صوفیہ کے لئے سونے پر سہاگہ ہے۔

ہادی علی تمنا

جنرل سیکرٹری NYF شگر

نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۳ے میں چھپنے والے مولانا عبدالرشید صدیقی کے مضمون پر سید مرتضی صاحب نے تبیان میں ''سیرۂ معصومین حقیقت کے آئینے میں'' کے عنوان سے اپنے مضمون میں سطحی انداز میں قلم کاری کی ہے۔ اس بارے میں ضروری سمجھا کہ میں بھی کچھ لکھوں تاکہ عامۃ الناس کو غلط فہمی کا شکار ہونے سے بچایا جاسکے۔

عبدالرحمن روزی،

ایم اے پنجاب یونیورسٹی

نوائے صوفیہ کا شمارہ نمبر ۷ پڑھا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی۔ تمام مضامین معیاری ہیں۔ ایک مضمون ارسال ہے شائع کریں۔

سید مظفر علی حمیدی

ڈیفنس، کراچی۔

انجینئر عبداللہ چھوربٹی کی رحلت کی خبر سن کر نہایت افسوس ہوا۔ مرحوم

ایک علم دوست، قابل انجینئر تھے۔ ان کی بے وقت رحلت پر مرحوم کے اہلِ خانہ اور چچازاد بھائی انجینئر عبدالرحیم بی اینڈ آر سب ڈویژن شگر اور دیگر رشتہ داروں سے بذریعہ نوائے صوفیہ تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اہلِ خانہ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین

اکبر جاوید ابدالی

صدر این وائی ایف شگر

شمارہ نمبر ۶۷ پڑھا۔ علامہ بشیر صاحب اور مجاہد حسین کاوش کے مضامین قابلِ ستائش تھے۔ میرا پوسٹنگ ہوکر ون ایل ایل آئی رجمنٹ میں آیا ہوں۔ بونجی میں میرے نام جو 15 رسالے بھیجا کرتے تھے اب وہ آخوند موسیٰ علی صابری کے نام پر بھیجا کریں۔

آخوند محمد علی شبیری کوروی

نمائندہ: بونجی سینٹر گلگت

اس سے پہلے بھی کئی بار خط لکھ چکا ہوں مگر کسی قسم کا کوئی جواب نہیں ملا۔ میں نوائے صوفیہ سے بہت متاثر ہوں اور اسے بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔

محمود احمد بھٹی

چاہ کمنگر اں، ملتان

امید ہے کہ قبلہ علامہ صاحب پوری تندہی کے ساتھ خدمتِ دین میں مصروف ہونگے۔ پچھلے دنوں مبلغ -/۲۰۰ روپے سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کیا ہے۔ لہٰذا ترسیل کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ ڈاکٹر غازی نعیم صاحب کا مصنفہ کتاب مسلکِ نوربخشیہ کی ایک کاپی اور دعواتِ صوفیہ ایک عدد ارسال کریں، ہدیہ بھیج دوں گا۔

کلرک غلام حسن بلغاری

راولاکوٹ، آزاد کشمیر

ہم رسالے کو شوق سے پڑھتے ہیں جس سے ہمارے دل کو سکون ملتا ہے۔ اس سے شرعی حلال وحرام کا پتہ چلتا ہے اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں بسنے والے نوربخشیوں کے حالات کا پتہ چلتا ہے۔ دعا ہے کہ اراکین کو مقاصد میں کامیابی ملے اور رسالے کو قائم و دائم رکھے۔ ایک سوال بھی عرض خدمت ہے۔

نائیک شیر محمد 7 این ایل آئی رجمنٹ

☆ آپ کے مطلوبہ سوال اسی شمارہ میں شائع ہونے والی سوال نمبر ۴ سے مشترک ہے لہٰذا آپ بھی اس کے جواب سے مستفید ہوں۔ رسالے کے ماہوار حصول کے لئے مبلغ -/۲۰۰ روپے ارسال کریں۔ ☆

بقیہ: دُنیائے تصوف کی خبریں

☆: مجلس اہل تصوف کا اجلاس

مجلس اہل تصوف گرین ٹاؤن لاہور کا سہ ماہی اجلاس مورخہ ۴ ستمبر ۲۰۰۳ء بروز جمعرات کو بعد نماز عشاء ہوئی۔ اجلاس کی صدارت جنرل سیکرٹری خادم بیگ سرمیکی نے کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فدا حسین ذہبی نے کہا کہ اہل تصوف کے لئے گرین ٹاؤن میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے اہتمام ہر حال میں جاری رہنی چاہئے۔ اس مبارک سلسلے کا آغاز جمعۃ المبارک مورخہ ۲۹ اگست ۲۰۰۳ء سے شروع ہوا تھا۔ محمد عارف ایم بی اے نے کہا کہ گرین ٹاؤن لاہور میں نماز جمعہ کی مستقل ادائیگی کیلئے ایک کل وقتی، مستقل پیش امام کی ضرورت ہے۔ فی الحال مدرسہ شاہ ہمدان سے فارغ التحصیل مولانا محمد علی براہوی صاحب فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اعجاز حسین براہوی نے باہمی اتحاد و یکجہتی پر زور دیا اور تنظیم ھذا کی گذشتہ رپورٹ پیش کی اور آئندہ کی حکمتِ عملی کے بارے میں بریفنگ دی۔

رپورٹ: شیر علی ساگر

سیکرٹری نشر و اشاعت

مجلس اہل تصوف، لاہور

تمت تمت تمت تمت

قارئینِ نوائے صوفیہ سے اپیل

محترم قارئین اور غیرت مند نوربخشی بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امید ہے آپ سب اللہ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہوں گے۔ آپ سب اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی، میڈیا اور نشر واشاعت کے اس دور میں ملتِ نوربخشیہ کا واحد اشاعتی ادارہ نوائے صوفیہ ہے جس کے باعث عالم نوربخشیت کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہونے کے علاوہ دنیا بھر کے نوربخشیوں میں ربط وضبط بڑھا ہے۔ خاص کر لداخ، کرگل اور انڈیا کے دیگر حصوں کے نوربخشیوں میں بیداری کی نئی لہر آئی ہے اور نوربخشی انجمنوں کا قیام، کتابوں کی اشاعت اور مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ ڈیرہ دون جیسے اہم اداروں کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اس فکری انقلاب کا سہرا بلاشبہ نوائے صوفیہ کی اشاعتی وفکری کاوشوں کا سر ہے۔

یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ نوائے صوفیہ کو ہمیشہ سے اشاعتی تسلسل کے لئے مشکلات کا سامنا رہا ہے۔ اشاعتی تاخیر پر فرزندانِ ملت سے ہمیں گلہ شکوہ بھی سننے کو مل رہا ہے۔ یقیناً یہ اس بات کی غمازی ہے کہ آپ کو اس رسالہ سے والہانہ عقیدت ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ رسالے کی طرف سے آپ پر بھی کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ عطیات، سالانہ چندے کی بروقت ترسیل اور قولی واخلاقی طور پر ادارے کے ساتھ تعاون کریں۔

یاد رہے کہ! ادارے کے ساتھ تعاون کے بغیر صرف گلہ شکوہ اور تنقید کرنا پھر کامیابی اور حصول مقاصد کی توقع رکھنا مذہب دوستی اور مخلصی ہرگز نہیں ہے بلکہ دوستی اور مخلصی صرف اسی صورت میں کہلائی جاسکتی ہے کہ کرہ ارض پر واحد نوربخشی اشاعتی مشن کے ساتھ مالی، قلمی اور اخلاقی تعاون کرتے ہوئے پوری دنیا میں احیائے تصوف اور اشاعتِ مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے کاز کو تقویت بخشنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

فی الوقت ادارے کو درپیش مسائل میں سے ایک تو مستقل خریداروں کی طرف سے سالانہ چندے کی ترسیل میں تاخیر اور انقطاع ہے جس کے باعث نوائے صوفیہ کی بروقت اشاعت ناممکن ہو کر رہ جاتی ہے جبکہ اس سے کہیں زیادہ خلل پذیری کے باعث امر یہ ہے کہ نمائندوں کی طرف سے مکمل تعاون نہیں ہو رہا۔ نوائے صوفیہ اس وقت اپنی تشہیر کے لئے ملک بھر میں پھیلے ہوئے اپنے نمائندوں سے توقعات وابستہ کر رکھی ہے اور اسی مد میں ترسیل کا زیادہ حصہ نمائندوں کے ہی نام کیا جا رہا ہے۔ لہذا قارئین نمائندوں کے ساتھ مکمل تعاون کر کے تشہیر کے کام کو استحکام بخشیں۔ عطیات اور چندے نوائے صوفیہ کی درج ذیل ایڈریس کی توسط سے بھیجیں۔ مکان نمبر 67-D گلی نمبر 12، سیکٹر G-7/3-2، اسلام آباد۔

ادارہ نوائے صوفیہ کو اپنے مخلص نمائندوں پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتا ہے مگر نمائندہ حضرات اس عظیم اشاعتی مشن کے معاملے میں اپنے فرائض کی ادائیگی صحیح معنوں میں بجا نہیں لا رہے، یہی وجہ ہے کہ ماہانہ اخراجات کی نسبت ماہانہ آمدن نہ ہونے کے برابر ہے۔ لہذا رسالہ کی اشاعتی تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے نمائندہ حضرات فرض شناسی اور مذہب دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے رسالے کو بروقت تقسیم کر کے پیسے ادارے کے نام بھیج دیں تاکہ رسالہ بروقت اور تسلسل کے ساتھ شائع کیا جا سکے۔ نوائے صوفیہ کے اشاعتی مشن کو جاری وساری رکھنا ہم سب کا ملی، مذہبی اور اجتماعی فریضہ ہے۔

لہذا

- ☆: رسالے کا واجب الادا چندہ اولین فرصت میں ارسال کیا کریں۔
- ☆: مستقل قارئین دوسرے بھائیوں کو بھی اس کارِ خیر میں حصہ لینے کی دعوت دیں۔
- ☆: نمائندہ حضرات رسالے سے متعلق بقایاجات اور ادائیگیاں بروقت ارسال کریں۔
- ☆: تمام نوربخشی بھائیوں سے گذارش یہی ہے کہ اس رسالے کو خرید کر پڑھیں تاکہ ادارہ مالی مشکلات سے نکل سکے۔